عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲۳ تا ۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۲۰

چھٹیاں کیسے گزاریں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

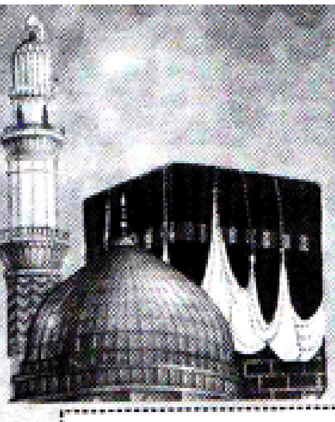

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

موبائل فون کیمرہ سے فوٹو اور ویڈیو بنانا:

س:…… جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ آج کل موبائل فون بہت عام ہوگئے ہیں اور کیمرہ والے موبائل فون سے لوگ تصویر اور ویڈیو وغیرہ بہت آسانی سے بنالیتے ہیں۔ کیا یہ تصویریں اور ویڈیو بنانا جائز ہوگا؟ جب کہ اس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔

ج:…… جاندار کی تصویر بنانا یا تصویر کھینچنا اور ویڈیو بنانا بلاشبہ گناہ ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید عذاب کی خبر دی ہے۔ حدیث میں ہے:

”عن عبداللّٰہ ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ الناس عذاباً عنداللہ المصوّرون، متفق علیہ۔“ (مشکوٰۃ،ص:۳۸۵)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیے جانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہیں۔“

کسی بُرائی کے عام ہو جانے سے اس بُرائی کا بُرا پن تو ختم نہیں ہو جاتا، تصویروں کا موجودہ سیلاب بلکہ طوفان، مغربی اور نصرانی تہذیب کا نتیجہ ہے۔ تمام مذاہب میں صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے تصویر سازی اور بُت تراشی کو بدترین گناہ قرار دیا ہے اور ایسے لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے، اس لئے کہ یہی بُت تراشی اور تصویر سازی، بُت پرستی اور شخصیت پرستی کا زینہ ہے اور اسلام مسلمانوں کو نہ صرف بُت پرستی بلکہ اس کے اسباب و ذرائع سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے۔ بہرحال تصویر سازی اسلام کی نظر میں بدترین جرم اور گناہ ہے۔ اگر آج مسلمان بدقسمتی سے نصرانی تہذیب کے برپا کیے ہوئے طوفان میں پھنس چکے ہیں تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ گناہ کو گناہ سمجھا جائے۔

ترکہ میں سے پہلے مہر ادا کیا جائے:

س:…… شادی کو کئی سال ہو گئے، مگر شوہر نے ابھی تک بیوی کو مہر نہیں دیا۔ اب شوہر نے بیوی سے کہا کہ میں تمہیں ہر ماہ ایک ہزار روپے دے دیا کروں گا جو کہ تمہارے مہر میں سے ہوگا۔ اس پر دونوں کا اتفاق ہوگیا، ابھی صرف ایک ماہ ہی ایک ہزار روپے دیا تھا کہ شوہر کا انتقال ہوگیا، اب یہ مہر کیا شوہر کے ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا؟

ج:…… بیوی نے مہر چونکہ معاف نہیں کیا تھا، اس لئے یہ مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے، جس طرح ترکہ میں سے تقسیم سے قبل قرض خواہوں کا قرض ادا کیا جاتا ہے، اسی طرح بیوہ کا مہر بھی ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ترکہ کو بیوہ سمیت دوسرے ورثا میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عورت کا احرام چہرہ ہے

س:…… عورت احرام کے لئے کیا کرے؟ اگر وہ نقاب لگاتی ہے تو وہ چہرے کو لگتا ہے حالانکہ احرام میں چہرہ کو کپڑا نہیں لگنا چاہئے، تو کیا ایسی صورت میں نماز کی طرح چادر باندھ لینا کافی ہے؟ جس سے سر کے بال بالکل نظر نہ آئیں؟ اور چہرہ کھول لیا جائے یعنی نقاب نہ لگائیں؟

ج:…… عورت کے لئے اس کا چہرہ چونکہ احرام میں داخل ہے، اس لئے اس طرح نقاب یا دوپٹہ وغیرہ لپیٹنا کہ جو چہرے کو مَس کرے درست نہیں ہے اور بالکل چہرہ کھول لینا بھی غلط ہے، صحیح طریقہ یہ ہے کہ کوئی ہیٹ وغیرہ پہن کر اس پر نقاب لگالیا جائے، اس سے پردہ بھی ہو جائے گا اور احرام بھی صحیح ہوگا اور اس قسم کے ہیٹ مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۳۳ — ۲۳ تا ۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۴ء — شمارہ:۲۰

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

امریکا کا اشتعال انگیز اقدام!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
عصر حاضر میں اتحاد امت	۷	مولانا محمد ضمیر رشیدی
واقعہ معراج	۹	الحاج محمد وسیم غزالی
عہد نبوی میں تعلیمی انتظامات اور اس کے ثمرات	۱۲	محمد شاکر عمیر معروفی
چھٹیاں کیسے گزریں؟	۱۴	مفتی محمد راشد ڈسکوی
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۱۰)	۱۷	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
میرے پھوپھا سید شاہد حسن مرحوم	۲۱	مولانا محمد یاسر حبیب
مختلف شہروں میں دعوتی و تبلیغی مصروفیات	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ختم نبوت کانفرنس، فیصل آباد	۲۷	عبدالرشید غازی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

امریکا کا اشتعال انگیز اقدام!

اور وفاقی وزیر کا جرأت مندانہ جواب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

سب کو معلوم ہے کہ قادیانیت برطانیہ اور انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، جب تک برطانیہ کا طوطی بولتا رہا تو وہ اپنے اس خود کاشتہ پودے کو پانی دیتا رہا اور جب اس میں خاطر خواہ دم نہ رہا تو اس نے اپنے دوسرے تمام اختیارات کی طرح قادیانیت نوازی کا اختیار بھی امریکا بہادر کو سونپ دیا۔ اب امریکا پوری دنیا کا تھانیدار بنا ہوا ہے اور وہ ایک تھانیدار کی طرح اپنے زیر اثر ممالک میں اپنا حکم اور فرمان جاری کرتا رہتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے ان کے سینیٹروں نے اپنے فورم پر یہ بات کہی کہ امریکا کو قادیانیوں کی مدد اور تعاون کرنا چاہئے، اب اس کے صدر نے ایک چار رکنی وفد پاکستان بھیجا ہے اور جس نے آتے ہی یہی مطالبہ کردیا کہ: ''پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں ہو رہا جس پر امریکا کو تشویش ہے اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر عائد قدغن ختم کی جائے۔'' اس پر وفاقی وزیر مذہبی امور جناب سردار یوسف صاحب نے خودداری اور جرأت مندانہ دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں اقلیتی برادری کو مکمل تحفظ حاصل ہے اور حکومت اس ضمن میں ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں جب روزنامہ اسلام کی ٹیم نے اس امریکی وفد کے پاکستان آنے کے مقاصد اور قادیانیت نوازی پر مبنی ان کے مطالبہ کے بارہ میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم سے اس بارہ میں انٹرویو لیا تو آپ نے فرمایا:

''امریکا کی جانب سے قادیانیوں کی تبلیغی آزادی کے مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے روزنامہ اسلام سے گفتگو میں کہا کہ یہ ہماری پارلیمنٹ کا فیصلہ ہے اور کسی ملک کی پارلیمنٹ کے فیصلے کو نظر انداز کرکے اس ملک میں مداخلت کرنا کسی طور ٹھیک نہیں ہے۔ امریکا کی کوشش رہی ہے کہ وہ پاکستان میں قادیانیوں کے حوالے سے بنے ہوئے قانون کو ختم کرائے، یہ قانون جمہوری جدوجہد کے نتیجہ میں بنا تھا۔ قادیانیوں کے متعلق جتنے بھی قوانین ہیں، رہتی دنیا تک کوئی مائی کا لال انہیں منسوخ نہیں کرسکتا۔ انشاء اللہ! قادیانی امریکا کی لابی ہیں اور امریکا ہر اس لابی کی سپورٹ کرتا ہے جو مسلمانوں اور اسلام کے مخالف ہو، قادیانی اسلام دشمنی اور مسلمان دشمنی میں صف اول میں ہیں، اس لئے امریکا ان کو تھپکی دیتا ہے اور ان کو مکمل تعاون فراہم کرتا ہے۔ امریکا کا یہ کہنا کہ پاکستان میں اقلیتیں محفوظ نہیں ہیں، سراسر غلط

ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں، پاکستان میں قادیانیوں کے بڑے بڑے کاروبار ہیں، یہ لوگ پاکستان میں گورنمنٹ کے محکموں کے اندر بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ یہ مطالبہ پاکستان کے حالات کو خراب کرنے کی کوشش اور بہانا ہے۔ پاکستان میں ہندو، عیسائی، سکھ اور دوسرے کئی مذاہب کے لوگ بستے ہیں، سب محفوظ ہیں۔ بھارت میں عیسائیوں کو قتل کیا گیا، ان کی عبادت گاہوں کو جلایا گیا، مسلمانوں کا بھارت میں قتل عام جاری ہے۔ امریکا اس ظلم کے خلاف آواز کیوں بلند نہیں کرتا۔ صرف پاکستان میں قادیانیوں کی بات ہی کیوں کرتا ہے، ہماری حکومت امریکا کے الزامات کو مسترد کر چکی ہے۔ امریکا کا ایسا مطالبہ کرنا پاکستان کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت ہے۔ ہماری پارلیمنٹ کے فیصلے کو نظرانداز کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔ حالانکہ قادیانی خود پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہوں نے خود کو مسلمانوں سے علیحدہ کیا، یہ مسلمانوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ انہوں نے پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا، جب ان کا سب کچھ مسلمانوں سے علیحدہ ہے، تو اب ان کا مسلمانوں سے کیا تعلق رہا، قادیانی قادیانیت کو قادیانیت کے نام پر پیش کریں اسلام کے نام پر پیش نہ کریں، اس سے اسلام کا تشخص برباد ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی اسلام کے نام پر یہودیت کو پھیلائے گا اور عیسائیت کو پھیلائے گا تو اس سے اسلام کا تشخص برباد ہوگا، مسلمان اس کو کسی صورت میں قبول نہیں کریں گے۔‘‘

(روزنامہ اسلام کراچی، ۹؍مئی ۲۰۱۴ء)

اس پر روزنامہ اسلام نے جو اداریہ تحریر کیا وہ ہمارے دل کی آواز ہے۔ قارئین ہفت روزہ کی خدمت میں اسے من وعن یہاں نقل کیا جاتا ہے:

’’اطلاعات کے مطابق چند روز پیشتر امریکی صدر بارک اوباما کے خصوصی ایلچی اور اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کے لئے ان کے مقرر کردہ نمائندے ارشاد حسین نے ۴ رکنی وفد کے ہمراہ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار یوسف سے ملاقات کی جس کا واضح مقصد قادیانیوں کو پاکستان میں مذہبی آزادی دلانے کے لئے دباؤ ڈالنا تھا۔ اس موقع پر امریکی نمائندے نے وفاقی وزیر سے کہا کہ اقلیتی برادری خصوصاً قادیانیوں کے ساتھ پاکستان میں اچھا برتاؤ نہیں ہو رہا جس پر امریکا کو تشویش ہے اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر عائد قدغن ختم کی جائے، جس پر وفاقی وزیر مذہبی امور نے دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں اقلیتی برادری کو مکمل تحفظ حاصل ہے اور حکومت اس ضمن میں ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔

پاکستان ایک آزاد اور خودمختار ریاست ہے، جسے اپنے اندرونی معاملات کے بارے میں کسی بیرونی دباؤ اور ہدایات کی قطعاً حاجت نہیں تاہم بدقسمتی سے ملکی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار کی جانب سے عالمی قوتوں کے سامنے اختیار کیا جانے والا غیر معمولی لچکدار رویہ اور فدویانہ انداز ہی غیروں کو ملک کی اندرونی اور بیرونی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کا بھرپور موقع فراہم کرتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی استعماری طاقتیں جن کا سرخیل اس وقت امریکا بنا ہوا ہے، ہمارے ذاتی مسائل و معاملات میں کھلی مداخلت کر رہی ہیں اور اس دخل اندازی کی تازہ مثال مذکورہ خبر کے آئینے میں بخوبی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ قادیانیوں کو وطن عزیز میں تبلیغی سرگرمیوں کی اجازت دینے کے لئے امریکی دباؤ بلاشبہ قابل مذمت ہے کیونکہ قادیانی مذہب نبی آخرالزماں، تاجدار ختم نبوت جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہے اور اسی بنا پر عالم اسلام متفقہ طور پر قادیانی مذہب کو دائرہ اسلام سے خارج جانتا اور سمجھتا ہے، چنانچہ اس تناظر میں دیکھا جائے تو ایک مسلمان ریاست میں کسی بھی غیر مسلم اقلیت کو عموماً اور قادیانیت کو خصوصاً مذہبی آزادی دلوانے کی امریکا کی شعوری کوشش نہ صرف

اشتعال انگیز اقدام ہے بلکہ امریکی صدر کے خصوصی ایلچی کے بلاجواز مطالبے سے اسلامی دنیا کے مذہبی جذبات واحساسات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ قادیانیت نے اپنے باطل مذہب اور بے بنیاد عقائد کی ترویج واشاعت کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور اسلامی شعائر واصطلاحات کی آڑ لے کر اس کے مبلغین سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مذموم سعی عمل میں لاتے ہیں۔ قادیانیوں کے اس پُر فریب انداز تبلیغ کو جعل سازی کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

سوال یہ ہے کہ جب خود مغربی معاشرے میں جعل سازی قابل مواخذہ جرم ہے تو مشرق میں اس عام فہم اصول اور ضابطے کو کیوں انداز کیا جارہا ہے؟ امریکی حکام کو معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان میں تمام غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی اور سماجی حقوق حاصل ہیں اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں لیکن کسی بھی ملک میں کسی مذہبی اقلیت کی جانب سے اکثریت کی شناخت چرانے کو انسانی اور مذہبی حق قرار دینا محل نظر ہے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار یوسف کا کہنا بجا ہے کہ ملک میں قادیانیت سمیت تمام اقلیتی مذاہب کے لئے قانون وضع ہے جس کے مطابق سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے جبکہ پاکستان میں اقلیتی برادری کے عدم تحفظ کے حوالے سے محض پروپیگنڈا کیا جارہا ہے جس پر مزید کوئی وضاحت نہیں دی جاسکتی۔

تصویر کے دوسرے رخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قادیانیت کی داغ بیل برصغیر پر قابض برطانوی استعمار نے ڈالی تھی جس کا نمایاں ہدف جنوبی ایشیا میں استعمار مخالف نظریات وافکار کا قلع قمع اور مقامی حریت پسند اور باحمیت مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کی بیخ کنی کرنا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو ایک مرتبہ پھر دُہرانے جارہی ہے، فرق محض یہ ہے کہ برطانیہ کی جگہ امریکا نے لے لی ہے۔ مقام تعجب ہے کہ امریکی قیادت ایک جانب عالم اسلام کے ساتھ تعلقات میں بہتری کی دعویدار ہے تو دوسری طرف وہ ایسے غیر مسلم اقلیتی گروہ کو مکمل پشت پناہی فراہم کرکے اسلامی معاشرے میں اثر ونفوذ کی بھی خواہشمند ہے، جس کا دور دور تک اسلام سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔ امریکا کا یہ دُہرا رویہ اس کے دعوؤں کی تردید وتکذیب کرتا ہے جس کے نتیجے میں دنیا کے سامنے یہ امر از خود واضح ہورہا ہے کہ صہیونی طاقتیں عسکری میدان میں شکست وہزیمت کا داغ اٹھانے کے بعد فکری میدان میں مسلم امہ کو مغلوب کرنے کی انتہا پسندانہ سوچ میں مبتلا ہیں اور اس مذموم مقصد کے لئے زیر زمین تیاریاں مکمل ہیں جبکہ برسر زمین کوششوں کو عملی جامہ پہنانے کی رفتار تیز کردی گئی ہے، لیکن یاد رہے کہ ماضی میں اس نوعیت کی تمام کوششیں ناکامی سے دوچار ہوئیں اور اب بھی ہوں گی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ عالم اسلام متحدہ ومتفق ہوکر سامراجی منصوبوں اور عزائم کے آگے بند باندھنے کے مشترکہ نکتے پر مجتمع ہوجائے کیونکہ یہی وقت کی پکار ہے۔“

(اداریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۷رمئی ۲۰۱۴ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے تمام حکمرانوں کو وفاقی مذہبی امور جناب سردار محمد یوسف صاحب کی طرح جرأت رندانہ نصیب فرمائے اور وہ دین دشمنوں کو اسی انداز میں جواب دیں، جس کے وہ مستحق ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کی حفاظت فرمائے، اسے ترقیات سے نوازے اور دین دشمنوں وملک دشمنوں سے ہمیشہ ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

عصرِ حاضر میں اتحادِ اُمت

مولانا محمد ضمیر رشیدی، ناگپور

دل، جگر، کان، آنکھ، دماغ اور دیگر جسمانی اعضا کی اہمیت وافادیت سے ہم بخوبی واقف ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح وسالم نہ ہو تو انسانی زندگی کس حد تک مجبور وبے بس اور لاچار ہو جاتی ہے کہ ان اعضا کے کام الگ الگ ہیں، تاہم ان میں کامل ہم آہنگی پائی جاتی ہے، جس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور محال ہے، مثلاً سر میں درد ہو تو دوا کے لئے پاؤں چل کر جاتے ہیں، آنکھ آنسو بہاتی ہے، زبان اسے بیان کرتی ہے، دل ودماغ اسے محسوس کرتے ہیں، ہاتھ دوا پلانے میں مددگار ہوتے ہیں، وغیرہ۔ اگر ان اعضاء وجوارح میں یہ مقابلہ آرائی شروع ہو جائے کہ کون قیمتی، کون اعلیٰ، کون بہتر، کون افضل ہے تو ظاہر بات ہے کہ جسم میں فساد پھوٹ پڑے گا اور پھر ایسے جسم کا خدا حافظ! اس جسم کے بے شمار تقاضے ہیں، مثلاً غذا، پانی، نیند، راحت وسکون وغیرہ۔ اگر انسانی جسم کے یہ تقاضے بروقت پورے نہ ہوں تو انسانی زندگی کی نشوونما اور قیام وبقا خطرے میں پڑ جائے۔

ٹھیک اسی طرح اسلام کے بے شمار تقاضے ہیں، مثلاً مساجد، مدارس، خانقاہوں کی تعمیر وتوسیع اور ان کے انتظامات، دارالقضا کا قیام تا کہ طاغوت سے مکمل طور پر بچا جا سکے۔ قرآن مجید، حدیث شریف اور دیگر دینی کتابوں کی طباعت واشاعت، مسلمانوں کے عائلی قوانین میں حکومت کی مداخلت پر روک، بیوہ ومطلقہ کے نکاح ثانی کا انتظام، فساد زدگان اور قدرتی آفات میں گھرے ہوئے مسلمانوں کی بازآبادکاری، جیل میں قید بے قصور مسلمانوں کی رہائی کے لئے کوششیں، دینی و اسلامی تعلیمات سے دور مسلمانوں میں ایمان ویقین اور اعمال صالحہ کی بنیادی محنت، غیر مسلموں تک ان کی اپنی مادری زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی تدوین و اشاعت، وغیرہ۔ یہ فہرست بہت طویل ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ ان سارے اموروتقاضوں کو امت مسلمہ کے بے شمار افراد، تنظیمیں وتحریکیں، جماعتیں، حلقے اور گروہ جزوی طور پر انجام دے رہے ہیں، چنانچہ ان میں سے کسی کے لئے بھی یہ ممکن نہیں کہ ان میں سے ہر ہر کام اور ہر ہر تقاضے کو کماحقہ پوری طرح انجام دیے جا سکے۔ ان کے لئے اس لئے زیادہ بہتر اور قابل عمل صورت حال یہی ہے کہ اپنے ذوق وشوق، رغبت و صلاحیت، طاقت وقوت اور حوصلہ وہمت کے مطابق فنا فی اللہ وفنافی الرسول کے جذبہ کے تحت، ان تقاضوں کو انجام دیں، اگر سارے تقاضوں کی طرف توجہ کی جائے گی تو ایک ہوگا نہ دوسرا، یہی امت میں اتحاد کی ممکن صورت بھی ہے۔ ان کے لئے مزید ضروری ہے کہ رمز و ایما اور اشارہ وکنایہ میں بھی ایک دوسرے کی طرف طعن وتشنیع، بے جا تنقید، تنقیص، تقابل، تفاخر وغیرہ سے آخری حد تک پرہیز کیا جائے کہ یہ چیزیں امت کے اتحاد کے لئے سم قاتل کا درجہ رکھتی ہیں۔ دوسروں کی محنتوں اور خدمات کا اعتراف ہو، نیز جو کوئی جس کام کا اہل ہو اسے وہ کام کرنے دیا جائے، اور جس کسی کے اندر کسی مخصوص کام کو بجالانے کی صلاحیت نہ ہو تو وہ اس سے دور ہی رہے تو بہتر ہے کہ اس سے دوہرا نقصان ہے، ایک کام کے بگڑنے کا اور دوسرا کسی قابل شخص کی صلاحیتوں کے عدم استعمال کا۔ ایک دوسرے کو جوڑ کر رکھیں اور سب سے آسان یہ ہے کہ خود سب سے جڑ جائیں۔ ان کے لئے مزید ضروری ہے کہ امت کے وسائل، مثلاً افرادی قوت، پیسہ، روپیہ وغیرہ کا استعمال بڑی خوبی وعمدگی کے ساتھ حسب ضرورت کریں کہ ان کا ضرورت سے زیادہ

اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ عصبیت سے پوری طرح بچا جائے۔ علاقہ، نسل، رنگ، ملک، قوم، وطن، زبان، خاندان، حسب ونسب وغیرہ کی بنیاد گروہ بندی ہی عصبیت ہے۔ اگر کسی فرد یا گروہ کی کسی تقریر، تحریر یا عمل سے عصبیت کی بو آئے تو اسے فوری طور پر روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے کہ ایک آدمی کی شورش بھی بڑی چیز ہے۔ دیا سلائی کی ایک سلائی پوری دنیا کو جلا سکتی ہے

استعمال کا مطلب اسلام کے دوسرے تقاضوں کے لئے وسائل کی کمی کی صورت میں ہی ظاہر ہوگا، جس کا لازمی نتیجہ مختلف تقاضوں کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے امت کی کمزوری کے سوا کچھ نہیں۔ جس طرح انسانی جسم کے کسی عضو کا کمزور یا ناقص ہوجانا دوسرے اعضا کی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے، ٹھیک اسی طرح ملت اسلامیہ کی کسی تنظیم کا کمزور ونحیف ہونا خود بخود دوسری تنظیموں کو کمزور بناتا ہے۔ الغرض تنظیموں، تحریکوں وغیرہ کا وجود ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہے۔

اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ عصبیت سے پوری طرح بچا جائے۔ علاقہ، نسل، رنگ، ملک، قوم، وطن، زبان، خاندان، حسب ونسب وغیرہ کی بنیاد گروہ بندی ہی عصبیت ہے۔ اگر کسی فرد یا گروہ کی کسی تقریر، تحریر یا عمل سے عصبیت کی بو آئے تو اسے فوری طور پر روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے کہ ایک آدمی کی شورش بھی بڑی تیز ہے۔ دیا سلائی کی ایک سلائی پوری دنیا کو جلا سکتی ہے، ٹھیک اسی طرح ایک انسان بھی پوری دنیا میں فتنہ برپا کرسکتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عصبیت سے پوری طرح بچا جائے نیز ہر حال میں اتحاد کو قائم و دائم رکھا جائے، کیونکہ یہ ایسی اجتماعی ضرورت ہے، جس کے بغیر کسی بھی خاندان وقوم کی بقاوترقی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اتحاد کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ عصبیت ہے، یہ جذبات کو منفی سمت میں پروان چڑھاتی ہے۔ یہ اندھی ہوتی ہے، یہ عقل کو ماؤف اور مفلوج کرتی ہے، یہ تفریق اور بھید بھاؤ پیدا کرتی ہے، اس کی پکار جاہلیت کی پکار ہے۔ عصبیت اتحاد کی ضد ہے، جہاں عصبیت ہوگی، وہاں اتحاد قائم نہیں رہ سکتا۔ بالفاظ دیگر، جہاں اتحاد ہوگا، وہاں عصبیت کا گزر نہیں ہوسکتا۔ عصبیت کو چھوڑے بغیر امت میں اتحاد کی آرزو اور تمنا رکھنا ایسی ہی فضول ہے، جیسا کہ مشرق کی سمت میں سفر کرنا اور مغرب میں پہنچنے کے خواب دیکھنا۔ عصبیت، اتحاد کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت الفاظ میں اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو عصبیت پر مرا وہ جہالت پر مرا اور جو عصبیت کا علمبردار ہو وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں اور جس کی موت عصبیت پر ہو وہ بھی ہم میں سے نہیں۔ اتحاد ہی سب سے بڑا اصول ہے اور سب سے بڑی بے اصولی آپس کا تفرق، اتحاد زندگی ہے اور نااتفاقی موت۔ اتحاد ترقی کی اولین شرط ہے اور نااتفاقی بربادی کا پہلا زینہ، متحد رہیں گے تو زمانہ ٹھوکر میں ہوگا اور منتشر ہوں گے تو زمانہ کی ٹھوکر میں ہم ہوں گے۔ یہی تاریخ کا سب سے بڑا سبق ہے، مگر شاید تاریخ کا یہی سب سے بڑا سبق ہے، جسے مسلمانوں نے سب سے زیادہ بھلا رکھا ہے۔ آج بھی وہ آپس میں ایسی بری طرح برسرپیکار ہیں، جیسے انہوں نے اپنے ماضی سے کچھ سیکھا ہی نہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت کی ساری دیواروں کو گراتے ہوئے کالے گورے، عربی، عجمی، چھوٹے بڑے، بادشاہ غلام، کے فرق کو مٹا کر عرب کے ابوبکرؓ، حبشہ کے بلالؓ، روم کے صہیب، فارس کے سلمان وغیرہ کی مخفی صلاحیتوں کو پروان چڑھا کر نہ صرف رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے درجہ پر پہنچادیا تھا، بلکہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے میں بھی استعمال کرکے انسانیت کے باغ کو سینچ کر نوع انسانی کو ایک خاندان میں تبدیل کردیا تھا، جس کے نتیجے میں انسانی معاشرہ ایک بے خار گلدستہ بن گیا تھا، مگر ہم امتیوں کا حال یہ ہے کہ عصبیت کا طوق غلامی گلے میں ڈال کر امت کے شیرازہ کو بکھیرتے ہوئے اپنے سے قریب لوگوں کو دور کرکے انسانیت کو خانہ درخانہ تقسیم کرتے ہوئے، اللہ کے بندوں کو اس کے خالق ومالک سے دور کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ شاید اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے آقا کے منشا اور اس کے غلاموں کے کاموں میں اس سے زیادہ تضاد کہیں نہیں۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بڑی کثرت سے اتحاد کو قائم رکھنے اور آپسی خلفشار وانتشار سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، مگر ان سب کے باوجود بھی خلفشار وانتشار عام مرض ہے اور امت کو گھن کی طرح کھائے جارہا ہے اور عصبیت کے روگ کی بو ہر جگہ محسوس ہوتی ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی روشن آیات اور پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اب ہمارے علم کا حصہ نہیں رہیں بلکہ وہ ہمارے ذہن کے گوشے میں معلومات کے درجہ میں باقی ہیں، ورنہ کیا عجب ہے کہ وہ ہماری عملی زندگی کا حصہ نہیں، بعض لوگ ہمارے انتشار کو اغیار کی سازشوں کا حصہ قرار دے کر اپنی غلطی سے پہلو تہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس میں اغیار کی ریشہ دوانیاں شامل حال ہیں تب تو یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے، مگر ہم اپنی ایمانی فراست وبصیرت کو کام میں نہ لاسکے، جس کے لئے ہم خود ذمہ دار ہیں، بلکہ زیادہ صاف لفظوں میں اگر کہہ دیا جائے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے گناہوں کے لئے شیطان کو ذمہ دار ٹھہرائے۔ بعض لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اغیار اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کے لئے امت مسلمہ کے افراد کو عورت، دولت وشہرت، جاہ ومنصب اور حکومت وسیاست کے لالچ دے کر امت مسلمہ کے اندر پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اسے بھی درست مان لیا جائے تب بھی قصور ہمارا اپنا ہی سامنے آتا ہے کہ ہم اپنے افراد میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت، جنت کا شوق، جہنم کا خوف اور آخرت میں خدا کے حضور جوابدہی کا احساس پیدا کرنے میں بری طرح ناکام ہوگئے ہیں۔ ☆☆☆

واقعۂ معراج

الحاج محمد وسیم غزالی

آج ابوجہل بہت خوش تھا، آج اس کے ہاتھ ایک ایسا ہتھیار آیا تھا جس سے وہ اپنے دل کی مراد پالیتا۔ محبوب خدا رحمۃ للعالمین کے اعلان نبوت کے دن سے ہی اس کی دشمنی کا آغاز ہوگیا تھا اور جس طرح محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کا فریضہ شروع کیا، اس نے آپ سے مقابلہ کا آغاز کیا۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو تکالیف پہنچانا مذاق اڑانا اور پریشان کرنا اس کا وطیرہ تھا۔ کوئی موقع اس سلسلے میں وہ جانے نہیں دیتا تھا، پاگل اور مجنون تو محبوب خدا کے لئے اس کا تکیہ کلام تھا اور اس کی کوشش رہتی تھی کہ اپنے اس دعوے کی صداقت کو وہ دوسروں پر ثابت کرسکے آج اس کو اس کا موقع مل گیا، اس لئے اس کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔

کیونکہ آج محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ایک ایسا واقعہ کی بازگشت مکہ کی گلیوں میں گونج رہی تھی جو کسی صحیح الدماغ آدمی سے ممکن نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانی اس واقعہ کی جو اطلاع دی، احادیث نبویہ کی روشنی میں علامہ شبلیؒ اور سید سلیمان ندویؒ نے اپنی کتاب ''سیرۃ النبی'' میں یوں بیان فرمائی ہے:

''جب اسلام کی سخت اور پُر خطر زندگی کا باب ختم ہونے کو تھا اور ہجرت کے بعد سے اطمینان و سکون کے ایک نئے دور کا آغاز ہونے والا تھا، تو وہ شب مبارک آئی اور اس شب مبارک میں وہ ساعت ہمایوں آئی، جو دیوان قضا میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیر ملکوت کے لئے مقرر تھی اور جس میں پیش گاہ ربانی سے احکام خاص کا اجرا اور نفاذ عمل میں آنے والا تھا اور رضوان جنت کو حکم ہوا کہ آج مہمان سرائے غیب کو نئے ساز و برگ سے آراستہ کیا جائے کہ شاہ عالم آج یہاں مہمان بن کر آئے گا وہ روح الامین کو پیغام پہنچا کہ وہ سواری جو بجلی سے زیادہ تیز گام اور روشنی سے زیادہ سبک خرام ہے اور جو خطۂ لاہوت کے مسافروں کے لئے مخصوص ہے، حرم ابراہیم (کعبہ) میں لے کر حاضر ہو، کارکنان عناصر کو حکم ہوا کہ مملکت آب و خاک کے تمام مادی احکام و قوانین تھوڑی دیر کے لئے معطل کردیے جائیں اور زمان و مکان، سفر و اقامت، روایت و سماعت، تخاطب و کلام کی تمام پابندیاں اٹھادی جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے کہ آپ کے گھر کی چھت کھلی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے، انہوں نے پہلے آپ کا سینۂ مبارک چاک کیا، پھر اس کو آب زمزم سے دھویا اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان اور حکمت سے بھر لائے اور ان کو سینۂ مبارک میں ڈال کر بند کردیا، پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گئے، جب آپ آسمان پر پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ: ''کھولو'' اس نے کہا: کون؟ انہوں نے جواب دیا: جبرئیل! اُس نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، انہوں نے اثبات میں جواب دیا، آپ جب پہلے آسمان پر چڑھے تو آپ کو ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا، جس کے دائیں بائیں بہت سی پرچھائیاں تھیں، جب وہ دائیں جانب دیکھتا تھا تو ہنستا تھا اور جب بائیں جانب نگاہ جاتی تو روتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس نے کہا: مرحبا! اے نبی صالح اور اے فرزند صالح! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں کی پرچھائیاں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں، اس لئے وہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب نگاہ کرتے ہیں تو روتے ہیں''

اس کے بعد آپ دوسرے آسمان پر پہنچے تو اسی قسم کا سوال و جواب ہوا اور ہر آسمان پر کسی نہ کسی پیغمبر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو ادریس علیہ السلام کے پاس سے لے کر گزرے، انہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا: مرحبا! اے نبی صالح اور برادر صالح، آپ نے نام پوچھا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نام بتایا، پھر یہی واقعہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش آیا، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے نبی صالح اور برادر صالح کہہ کر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی صالح اور فرزند صالح کہہ کر آپ کا خیر مقدم کیا، اس کے بعد حضرت جبرئیل آپ کو اوپر لے گئے اور آپ اس مقام پر پہنچے، جہاں قلم (قدرت) کے چلنے کی آواز آتی تھی، اس موقع پر خداوند تعالیٰ نے آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عطیہ ربانی کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ: خدا نے

آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ آپ نے فرمایا: پچاس وقت کی نماز، انہوں نے کہا: خدا کے پاس دوبارہ جایئے کہ آپ کی امت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور خدا نے ایک حصہ کم کردیا، آپ واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: دوبارہ خدا کے پاس جایئے، آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی، آپ گئے تو خدا نے ایک حصہ کی پھر تخفیف کردی، حضرت موسیٰ نے پھر کہا کہ آپ کی امت میں اس کی بھی قوت نہیں، آپ پھر گئے تو خدا نے اس تعداد کو گھٹا کر پانچ وقت کردیا اور ارشاد ہوا کہ گو نمازیں پانچ وقت کی ہوں گی لیکن ثواب ان ہی پچاس وقتوں کا ملے گا، کیونکہ میرے حکم میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مزید کمی کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خدا کے پاس جانے کا مشورہ دیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ: اب تو مجھے شرم آتی ہے، اس کے بعد آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کرائی گئی جو ایسے مختلف رنگوں سے ڈھکا ہوا تھا، جن کو آپ جان نہ سکے، پھر آپ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت میں لے گئے، وہاں آپ کو موتی کی عمارتیں نظر آئیں اور آپ نے دیکھا کہ اس کی مٹی مشک کی ہے۔ ایک روایت میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:

''اس وقت آپ کو بارگاہ الٰہی سے تین عطیے مرحمت ہوئے: (۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں جن میں اسلام کے عقائد وایمان کی تکمیل اور اس کے دور مصائب کے خاتمہ کی بشارت ہے، (۲) رحمت خاص نے مژدہ سنایا کہ امت محمدی میں سے ہر ایک جو شرک کا مرتکب نہ ہوا ہو کرم مغفرت سے سرفراز ہوگا اور (۳) ندا آئی: امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی، آپ ان عطیوں کو لے کر واپس پھرے اور حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت کیا کہ بارگاہ خاص سے کیا احکام عطا ہوئے؟ فرمایا: امت پر پچاس وقت کی نماز، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں نے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کیا ہے، آپ کی امت سے یہ بار نہ اٹھ سکے گا، آپ واپس جایئے اور عرض کیجئے، آپ نے ہمت کی اور عرش پرواز ہوئے کہ بارالٰہا! میری امت نہایت کمزور اور اس کے قویٰ نہایت ضعیف ہیں، حکم ہوا کہ دس وقت کی نمازیں معاف ہوئیں، لوٹے تو حضرت موسیٰ نے پھر نو کا اور دوبارہ عرض کرنے کا مشورہ دیا، اس پر دس اور معاف ہوئیں، اسی طرح آپ چند بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے بارگاہ الٰہی میں عرض پرواز ہوتے رہے، یہاں تک کہ شب وروز میں صرف پانچ نمازیں رہ گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا، مشورہ دیا کہ اب بھی مزید تخفیف کی درخواست کیجئے، فرمایا: اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے، ندا آئی کہ اے محمد! میرے حکم میں تبدیلی نہیں، نمازیں پانچ ہوں گی، لیکن ہر نیکی کا بدلہ دوگنا بخشوں گا، یہ پانچ بھی پچاس ہوں گی میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کردی اور اپنا فیصلہ نافذ کردیا۔

پھر آسمان سے اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے، دیکھا کہ یہاں انبیاء علیہم السلام کا مجمع ہے حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم نماز میں مصروف ہیں، آپ نے ان میں سے چند پیغمبروں کی شکل و صورت بھی بیان کی۔ حضرت موسیٰ کی نسبت فرمایا کہ ان کا لمبا قد اور گندمی رنگ تھا اور الجھے ہوئے، گھونگر والے بال تھے، اور ازدشنوءہ کے قبیلہ کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کا میانہ قد اور سرخ وسپید تھا، سر کے بال سیدھے اور لمبے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہیں۔ عروہ ابن مسعود ثقفی (صحابی) سے ان کی صورت ملتی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت تمہارے (خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی تھی) بہرحال اسی اثنا میں نماز (غالباً صبح کی نماز کا وقت آگیا) سرور انبیاء علیہ السلام منصب امارت سے سرفراز ہوئے، نماز سے فراغت ہوئی تو ندا آئی کہ: اے محمد! دوزخ کا داروغہ حاضر ہے، سلام کرو، آپ نے مڑ کر دیکھا تو داروغہ دوزخ نے سلام کیا۔

بخاری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ شب معراج میں دجال بھی آپ کو دکھایا گیا۔

ان تمام منازل کے طے ہونے کے بعد آپ مسجد حرام (کعبہ) میں صبح کو بیدار ہوئے۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کی خبر مکہ کے رؤسا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور تمام لوگ بنفس نفیس اس واقعہ کو سننے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابوجہل کے کان میں جب اس واقعہ کی بھنک پڑی اور اس نے خود یہ واقعہ محبوب خدا سے سنا تو خوشی سے چلا اٹھا: دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ یہ شخص (العیاذ باللہ) پاگل اور مجنوں ہے، تم لوگ میری باتوں کو جھٹلاتے تھے دیکھو بھلا ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس تو کیا یثرب تا جانا ممکن نہیں۔ ایک رات میں تو پچاس میل کا سفر ممکن نہیں اور یہ شخص کہتا ہے کہ میں راتوں رات بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کرآیا۔ پہلے تو یہ شخص (العیاذ باللہ) بہکی بہکی باتیں کرتا تھا اب تو پورا ہی پاگل ہوگیا، میں تو پہلے ہی کہتا تھا، اس کا انجام یہی ہوگا، میں آج اس کے پیروکاروں کو دیکھوں گا کیا اب بھی وہ اس کو خدا کا فرستادہ تسلیم کرتے ہیں، کیا اب بھی اس کے پیچھے چلیں گے؟

چلو اس کے سب سے قریبی ساتھی ابوبکرؓ سے بات کرتا ہوں ان کو دیکھتا ہوں کہ اب وہ کس طرح اس شخص کی تصدیق کرتا ہے۔ آج تو میں اس کو قائل

کرکے چھوڑوں گا کہ میں صحیح کہتا تھا۔تم غلط تھے جس شخص نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا وہ صحیح دماغ کیسے ہوسکتا ہے، میں نے تو اس کے اعلان نبوت والے دن ہی سے یہ بات کہی تھی جس کی آج تصدیق ہوگئی۔

ابوجہل خوش وخرم اچھلتا کودتا ابوبکرؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوتا ہے اس کا رواں رواں خوشی سے جھوم رہا ہے۔ آج اس کو اپنی بالاتری نظر آرہی ہے۔طنز وتمسخر اس کی زبان سے ہذیان کی طرف نکل رہا ہے۔اس مستی کی کیفیت میں ابوجہل، ابوبکرؓ کے گھر پہنچتا ہے،دروازے پر دستک دی۔

اندر سے آواز آئی:کون ہے؟

جواب دیا:ابوجہل۔

کس سے ملنا ہے؟

ابوبکرؓ سے۔

ابوبکرؓ گھر سے نکلتے ہی پوچھتے ہیں: ابوجہل کیسے آنا ہوا؟ اچھی نیت ہے یا غلط عزائم۔

ابوجہل مکاری سے مسکراتا ہوا کہتا ہے: کیا بیٹھنے کے لئے نہیں کہو گے، عربوں کا دستور دروازے پر تو بات کرنا نہیں ہے،وہ تو بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں، کیا نئے دین کے بعد تم مہمان نوازی کے آداب بھول گئے، ابوبکرؓ نہیں آؤ، آؤ! بیٹھو، کیا بات ہے؟ تمہاری کیا خاطر کروں؟

ابوجہل: کچھ باتیں کرنی ہیں۔

ابوبکرؓ:ضرور، ضرور۔

ابوجہل: ایک بات پوچھوں! ذرا سوچ کر جواب دینا ہے؟

ابوبکرؓ: ضرور۔

ابوجہل: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ایک رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں سے واپس ہوکر آگیا تو کیا یہ بات اس دنیا میں ممکن ہے؟ کیا کوئی ذی عقل شخص یہ بات کرسکتا ہے یا تسلیم کی جاسکتی ہے؟

ابوبکرؓ:نہیں! ایک رات میں تو کوئی شخص بھی اتنا سفر نہیں کرسکتا اور نہ ہی اتنا سفر اتنے کم وقت میں ممکن ہے، یہ تو مہینوں کا سفر ہے۔

ابوجہل: کیا کوئی شخص آسمانوں کی طرف پرواز کرکے جاسکتا ہے اور آسمانوں کی سیر کرسکتا ہے؟

ابوبکرؓ: آج کے دور میں تو ایسا ممکن نہیں کہ کوئی شخص پرندوں کی طرح اڑ کر آسمانوں کی سیر کرے یا کسی اور ذریعہ سے آسمانوں تک پہنچ جائے۔

ابوجہل: اگر کوئی شخص ایسی باتیں کرے اور کہے کہ میں راتوں رات بیت المقدس کی سیر کر آیا اور آسمانوں تک ہو آیا تو اس شخص کو عقلمند کہا جاسکے گا؟

ابوبکرؓ: تمہاری ان باتوں کا مقصد کیا ہے، ایک سوال کرتے ہو اور پھر اس کے بعد مجھ سے تصدیق کراتے ہو کیا تم یہ باتیں ''محمد'' کے بارے میں تو نہیں کہہ رہے؟

ابوجہل: ہاں میں محمد کے بارے میں ہی کہہ رہا ہوں اور میں تم جیسے عقلمند اور ذی فہم آدمی کو پہلے ہی کہتا تھا کہ اس کی باتوں میں نہ آؤ، اس پر سحر کا اثر ہے یہ(نعوذ باللہ) عقل کھو بیٹھا ہے، اس لئے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، لیکن تم میری باتوں کو تسلیم نہیں کرتے تھے، آج دیکھو میری بات سچ ہوگئی اور تمہارا دوست صبح اٹھنے کے بعد کہہ رہا ہے کہ میں رات کو سویا ہوا تھا کہ میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے پہلے بیت المقدس لے گئے اور پھر آسمانوں کی طرف اور پھر دوبارہ بیت المقدس لائے اور وہاں سے پھر مجھے مکہ چھوڑ دیا، کیا یہ باتیں اس دنیا میں ممکن ہیں؟

ابوبکرؓ: اے ابوجہل! ٹھیک ہے یہ باتیں کسی عام آدمی سے ممکن نہیں، لیکن محمد سے یہ تمام باتیں ممکن ہیں، یہ تو معمولی بات ہے، اس میں پوری رات کا وقفہ ہے طویل وقت ہے ہم اس سے بڑی بڑی راتوں کی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں تصدیق کرتے ہیں۔

ہم سامنے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے سامنے آپ فرماتے ہیں کہ ابھی ابھی آسمانوں سے فرشتہ آیا اور میرے لئے میرے خدا کا پیغام لایا تو ہم اس کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، تو یہ واقعہ تو معمولی واقعہ ہے، اس شخص کے بارے میں عقل تو غلط ہوسکتی ہے لیکن اس بات میں غلطی کا شائبہ ممکن نہیں، کیونکہ وہ غلطی سے معصوم ہے، اگر واقعی وہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس گیا اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کی تو میں تصدیق کرتا ہوں کہ انہوں نے سچ فرمایا: آیئے میرے ساتھ محمد کے پاس چلتے ہیں اور ان کی زبانی یہ واقعہ خود سنتے ہیں۔ابوبکرؓ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

عرض کرتے ہیں، اے محبوب رب العالمین کیا آپ نے یہ باتیں فرمائی ہیں؟ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہاں! ابوبکرؓ رات کو یہ واقعہ ہوا، مجھے اپنے جسم اطہر کے ساتھ ان مقامات کی سیر کرائی گئی، ابوبکرؓ کیا تم ان باتوں کی تصدیق کرتے ہو؟

ابوبکرؓ: اے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ نے جو فرمایا برحق ہے، میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ برحق ہیں اور آپ کی بات سچی ہے۔

محبوب خدا کی طرف سے اس تصدیق کے بعد آپ کو صدیق کا لقب عطا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عجیب شان اسی واقعہ سے محبوب خدا کو معراج عطا ہوتی ہے اور اس واقعہ سے محبوب کے محبوب کو صدیقیت عطا ہوتی ہے۔

☆☆..........☆☆

عہدِ نبوی میں تعلیمی انتظامات اور اس کے ثمرات

محمد شاکر عمیر معروفی

سنن ابن ماجہ وغیرہ کی ایک ضعیف روایت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا‘‘ کہ میں معلم بنا کر مبعوث ہوا ہوں، یہ حدیث واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جہالت کی ظلمت وتاریکی کو ختم کرکے علم کی روشنی اور اس کے نور سے عالم کو منور کرنے کے لئے ہوئی ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طرف بہت زیادہ توجہ دلائی ہے اور اللہ نے علم وعلما کے فضائل قرآن میں اور نبی کی زبانی احادیث میں بکثرت ذکر فرمائے ہیں، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں تعلیمی انتظامات فرمائے تھے، اور آپ نے بعثت کے بعد دنیا کو ظلمت وتاریکی سے نکالنے کی جہاں بہت ساری محنتیں اور کوششیں فرمائیں وہیں پر قرآن وحدیث، علم وحکمت اور فقہی مسائل کی تعلیم وترویج اور اشاعت وتبلیغ کے لئے معلمین، مدرسین اور مبلغین کا تقرر فرمایا اور بذات خود تعلیم وتبلیغ کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیک زبان ہوکر یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کا حق ادا کردیا، مکی اور مدنی زندگی میں تعلیم وتعلم اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جو حضرات صحابۂ کرام مقرر ہوئے اور جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذمہ داری پر مامور فرمایا تھا ان کا اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو:

انصار مدینہ کے ہمراہ حضرت ابن ام مکتوم اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمایا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور مسلمانوں کو قرآن مجید اور احکامِ اسلام سکھائیں۔

(بخاری کتاب التفسیر، تاریخ ابن خلدون)

نجران والوں کے لئے عمرو بن حزم بن زید رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا کہ ان کو قرآن کریم پڑھائیں اور احکامِ شریعت اور دینی معلومات سے واقف کرائیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ترجمۂ عمرو بن حزم)

یمن اور حضر موت کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر بھیجا۔

(تاریخ ابن خلدون، استیعاب)

قارہ وعضل دو قبائل اسلام لائے، ان کو قرآن، شرائع اسلام اور دین کی تعلیم دینے کے لئے چھ اساتذہ مقرر فرمائے: مرثد بن ابی مرثد، عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح، خبیب بن عدی، خالد بن البکیر، زید بن الدثنہ اور عبد اللہ بن طارق رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (استیعاب)

مدینہ طیبہ تمام علمی وتعلیمی جدوجہد ومساعی کا مرکز تھا، جہاں چار بڑے معلم اور ایک خوشنویس کاتب تعلیم کے لئے مقرر تھے اور خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مدیرِ اعلیٰ اور سرپرست تھے، بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی تعلیم ان چار بزرگوں سے حاصل کرو: عبد اللہ بن مسعود، سالم مولی ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔

(بخاری کتاب المناقب)

’’استیعاب‘‘ میں حضرت عبد اللہ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ میں کتابت کی تعلیم پر مامور فرمایا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بہترین کاتب تھے۔

ماہ رمضان ۱۰ھ میں قبیلہ غامد کے دس لوگ اسلام لائے اور مدینہ طیبہ کے مرکزی دار العلوم میں شرائع اسلام کی تعلیم حاصل کی، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو قرآن سکھایا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن خلدون)

اسی سال قبیلہ بنی حنیفہ کا ایک وفد اسلام لایا، جنہوں نے دوسرے طلبہ کے ساتھ موصوف ہی کے حلقۂ درس میں داخل ہوکر تعلیمِ قرآن حاصل کی اور دوسرے لوگوں سے اذان وغیرہ سیکھی۔ (تاریخ ابن خلدون)

اور قبیلہ بنو سلاماں کے سات طلبۂ علم مدینہ پہنچے جن کے سردار حضرت حبیب سلامانی رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے بھی اسی مرکز علم سے خوشہ چینی کی۔

(تاریخ ابن خلدون، استیعاب)

پھر قبیلہ بنو تمیم کے ستر (۷۰)، اسی (۸۰) آدمی اسلام لاکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی اسی مرکزی دار العلوم میں پڑھا۔ (استیعاب)

مکی زندگی میں دار ارقم بھی بڑا علمی مرکز تھا اور مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے متصل ’’صفہ‘‘ تعلیم وتربیت کا بہت بڑا مرکز تھا، جس میں بسا اوقات تین سو طالبین قرآن وسنت رہے۔

اور ماں بہنوں کی تعلیم کے لئے ازواج مطہرات کا حجرہ تو ایک مستقل مدرسہ تھا ہی۔

بخاری کتاب العلم میں ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کی درخواست پر ہفتہ میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نصیحت وتعلیم کے لئے مقرر فرما دیا تھا۔

ہجرت کے بعد تمام علمی و اصلاحی و تبلیغی جد وجہد اور جہاد وغیرہ کی مساعی کا مرکز مسجد نبوی تھا۔

وفدِ عبدالقیس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم دینے کے بعد فرمایا کہ ان کو یاد کرلو اور دوسروں تک پہنچادو۔

الغرض مدینہ منورہ کے مرکز میں برابر لوگ ایمان واحکام سیکھنے کے لئے آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وفود روانہ فرماتے تھے۔

ابو براء عامر بن مالک نے اہلِ نجد کو دعوتِ اسلام اور قرآن وسنت کی تعلیم کے لئے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ بھیجنے کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ستر قراء کو اس کے ساتھ روانہ فرمادیا، جب یہ لوگ ''بیرِ معونہ'' پہنچے تو ان بدنصیبوں نے ایک نہ سنی اور سب کو شہید کرڈالا، سوائے ایک دو صحابہ کے جو کسی طرح بچ گئے تھے۔ یہ واقعہ بہت مشہور ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے وفود کی آمد، ان کے اسلام لانے اور دین کی باتیں سیکھنے کا تذکرہ ''تاریخ ابن خلدون'' وغیرہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

جب کوئی مشرف بہ اسلام ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ''فَقِّهُوْا أخَاكُمْ فِي دِيْنِهِ وَأقْرِؤْهُ، وَعَلِّمُوْهُ الْقُرْآنَ '' کا حکم ہوتا کہ اپنے بھائی کو علم دین سکھاؤ، اسے پڑھاؤ اور قرآن کی تعلیم دو۔ (سیرۃ ابن ہشام، تاریخ طبری، وقال الہیثمي في المجمع: رواہ الطبراني مرسلاً وإسنادہ جید)۔

علاوہ ازیں بہت سے خوش نصیب عالی مرتبت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے بھی تھے جن کی تعلیم وتربیت بنفسِ نفیس سرکارِ دو عالم نے فرمائی جن میں سرفہرست حضرات خلفائے راشدین، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوذر، حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن مجید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی یاد کیا تھا۔

یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ''إنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا'' کا فیض تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازِ خصوصی علم وتعلیم کی زیادہ سے زیادہ ترویج واشاعت تھا، یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں سرزمین عرب کا جاہلت کدہ علوم وفنون کا گہوارہ بن گیا۔

> **مکی زندگی میں دارِ ارقم بھی بڑا علمی مرکز تھا اور مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے متصل ''صفہ'' تعلیم وتربیت کا بہت بڑا مرکز تھا، جس میں بسا اوقات تین سو طالبینِ قرآن وسنت رہے۔**

اس عہد نبوی ہی کے علمی شوق کا یہ عالم ہوگیا تھا کہ بخاری شریف کتاب المغازی میں حضرت عمرو بن سلمہ کا بیان ہے کہ میں چھ یا سات سال کا تھا اور میرے والدین اور قبیلہ کے لوگ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے، ہمارا گاؤں مدینہ طیبہ کے راستے پر تھا، میں ہر روز راستہ پر آکر بیٹھ جاتا تھا اور مدینہ سے آنے والوں سے پوچھ پوچھ کر قرآن یاد کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد جب میرے قبیلہ کے لوگ اسلام لائے اور میں بھی مسلمان ہوا تو وہ لوگ مجھ ہی کو نماز میں امام بناتے تھے، کیوں کہ میں نے پہلے ہی سے راستہ پر گزرنے والوں سے قرآن کا بہت سا حصہ یاد کرلیا تھا اور مجھ سے زیادہ کسی کو یاد نہ تھا۔

اس عہد نبوی میں تعلیمی انتظامات ہی کی برکت سے مکہ ومدینہ مرکز قرار پائے، چنانچہ یاقوت حموی کی ''معجم البلدان'' میں ہے:

''قال سفیان بن عیینة: خذوا المناسک عن أهل مکة، وخذوا القراءة عن أهل المدینة، وخذوا الحلال والحرام عن أهل الکوفة۔''

ترجمہ: ''حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ سے مناسکِ حج سیکھو اور اہل مدینہ سے قرأت سیکھو اور اہل کوفہ سے حلال وحرام کو سیکھو۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمی وتربیتی انتظامات اور آپ کی محنت ومجاہدہ اور صحبت کی برکت سے ایک ایسی جماعت تشکیل پائی جس کو رضائے الٰہی حاصل ہونے کا مژدہ قرآن کریم نے سنایا اور ان تمام کے جنتی ہونے کی خوش خبری اللہ پاک نے دی جنہیں صحابۂ کرام کے مقدس نام سے جانا جاتا ہے، رضوان اللہ علیہم اجمعین، پھر ان کے واسطے سے سلسلہ بہ سلسلہ پوری دنیا میں دین وشریعت کا نور پھیلا! اور یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ عہد نبوی کے تعلیمی انتظامات پوری دنیا کے مسلمانوں تک اسلام اور اسلامیات کے بقا کے ضامن اور قرآن وسنت کے بالاسناد ہم تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں، اس لئے اسلام کی بقا کا راز آج بھی ان کی آبیاری ہی میں مضمر ہے۔ ☆☆

چھٹیاں کیسے گزاریں؟

مفتی محمد راشد ڈسکوی

ابھی کل تک کی ہی تو بات ہے کہ نئے سال کی ابتدا، قدیم اور جدید داخلوں کے لیے مفوضہ ذمہ داریوں کی مصروفیت، قدیم اور جدید طلبا کی آمد، نئی کتب، نئے اسباق ملنے پر ذوق وشوق کے ساتھ تیاریاں عروج پر تھیں۔ اور آج! گویا پلک جھپکتے ہی وقت کا پنچھی ایک سال کے عرصے کو ایک جست میں ہی اُڑا کے لے گیا ہے، وراثتِ نبوت کو حاصل کرنے کی طلب میں آنے والے مہمانانِ رسول نے اپنے ظروف میں اپنی اپنی وسعت وہمت اور مساعی جمیلہ کے ساتھ بھرا! اور علم وعمل کے میدان میں ترقی کی منازل طے کرتے رہے، اللہ رب العزت سب طالبین کو ان کے علوم دینیہ سے دنیا وآخرت میں مستفید فرمائے، اب جب کہ تعلیمی سال کا اختتام بالکل سروں پر ہیں اور تعطیلاتِ سنویہ کی آمد آمد ہے تو مفید معلوم ہوا کہ سال کی انتہا اور تعطیلات کے بہتر سے بہتر گزارنے سے متعلق کچھ باتیں طلبا ساتھیوں کے گوش گذار کردی جائیں، شاید کہ کسی کے سامنے اُس کے فائدے کی کوئی بات آجائے اور وہ اُس پر عمل پیرا ہو کر اپنے اس فرصت کے زمانے کو بھی قیمتی بنالے۔

پہلا کام (معافی تلافی):

تعطیلاتِ سنویہ سے قبل امتحانات کے اس زمانے میں خاص طور پر اور سال کے ہر مہینے، مہینے کے ہر ہفتے، ہفتے کے ہر دن اور دن کے ہر منٹ اور ہر لمحے ہمارا معاملہ بندگانِ خدا کے ساتھ خاص طور پر اور خدائے بزرگ وبرتر کے ساتھ عام طور پر، ایسا ہونا چاہیے کہ نہ تو اللہ اور اس کے بندے ہم سے ناراض و خفا ہوں اور نہ ہی ہم اللہ اور اس کے بندوں سے ناطہ توڑے ہوئے ہوں، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ہمارے کردار اور اعمال کی ترازو جھکنی ہی چاہیے، ورنہ ڈر ہے کہ دنیا وآخرت کی رُسوائیاں اور خسران عظیم ہمارا مقدر ہی نہ بن جائے اور کل قیامت کے روز ''صلہ رحمی'' کی پکار: "مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ". (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٦٦٨٣) کو قبول کرتے ہوئے ہمارے لیے تباہی وبربادی کا فیصلہ کر دیا گیا تو یہ بربادی ایسی بربادی ہوگی کہ جس کا تدارک اُس وقت ہم سے نہیں ہو سکے گا۔

اس لیے آج وقت ہے کہ ہم زندگی کے ان حاصل شدہ ایام میں ہر کسی سے اپنا معاملہ صاف کر لیں، کوئی ہم سے ناراض ہے، تب بھی۔ اور کسی سے ہم ناراض ہیں، تب بھی۔ ظلم، زیادتی اور ناانصافی ہماری طرف سے ہے، تب بھی۔ اور ظلم، زیادتی اور ناانصافی دوسرے کی طرف سے ہے، تب بھی۔ اگر پہلی صورت ہے، تو! اس صورت میں تو بہرحال ہم پر لازم ہے کہ فی الفور مدمقابل سے معافی مانگ کر اپنا معاملہ صاف کر لیں، ورنہ! ہم پر ''مفلسِ حقیقی'' کا لیبل چسپاں کر کے جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں منہ کے بل پھینک دیا جائے گا اور اگر ظلم، زیادتی اور ناانصافی دوسرے کی طرف سے ہے تو پھر بھی آگے بڑھ کے اُسے اپنے سینے سے لگا لیں، اسے معاف کر دیں، جی ہاں! اس لیے کہ اس صورت میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ضامن بنتے ہوئے نظر آ رہے ہیں کہ اس بندے کو جنت کے اوپر والے حصے میں عالی شان محل بنوا کر دیں گے۔'' (قال رسول اللہ ﷺ: "أَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا." سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ٤٨٠٢) اور یقیناً نفع ہی نفع کا سودا ہے۔

اس اہم کام کو سرانجام دینے کے لیے تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ کسی کا، کسی طالب علم سے، مدرسہ کے عملے کے کسی بھی فرد سے، اپنے اساتذہ میں سے کسی سے یا مدرسہ کے متعلقین کے علاوہ کسی سے بھی کوئی ناراضگی یا قطع تعلقی والا معاملہ تو نہیں؟! اگر ہے تو خدارا! کل یا پرسوں نہیں، بلکہ آج ہی اُس کو حل کرنے کی سوفی صد کوشش کریں۔

دوسرا کام (حقوق کی ادائیگی):

معافی تلافی اور صلح کے بعد اہم ترین کام حقوق مالیہ واجبہ کی ادائیگی کا ہے، مثلاً: کسی کا قرض ذمہ میں ہے، تو اس کی ادائیگی کی فکر کر لی جائے، اگر ادائیگی فی الفور ممکن نہیں ہے تو بطور وصیت اپنے پاس اپنی ڈائری میں یا کسی بھی جگہ (جہاں بصورتِ انتقال دوسروں کی دسترس ہو جائے) اُس قرض کی تفصیل نقل کر لی جائے، اسی طرح اگر دوسروں کی امانتیں اپنے پاس ہوں تو جانے سے قبل ان کی ادائیگی بھی کر دی جائے یا کم از کم ان کی تفصیل کا اندراج بھی اپنے

پاس کرلیا جائے، انہی چیزوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ جامعہ سے مستعار لی ہوئی وقف والی کتب بروقت واپس کردی جائیں۔

تیسرا کام (خروج فی سبیل اللہ):

تعطیلات کے دوران اپنے اندر صفات حسنہ پیدا کرنے کے لیے، اپنے ایمان کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے، اپنے اندر پائی جانے والی اعمال صالحہ کی دوری کرنے کے لیے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سپرد کی گئی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری کو حسن خوبی ادا کرنے کے لیے مطلوبہ استعداد اپنے اندر حاصل کرنے کی غرض سے دعوت وتبلیغ کے لیے نکلنے والی جماعتوں کے کاروان میں شامل ہوا جائے، سارا سال اغلب طور پر علم الٰہی کے حصول میں اور تعطیلات کا زمانہ اس علم الٰہی کی تبلیغ، ترویج اور اشاعت میں گذارلیا جائے تو تجربات، مشاہدات اور حضرات اکابرین کے ملفوظات کی روشنی میں بالجزم کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعدازفراغت مدرسہ اپنے ایسے بندوں کو اشاعتِ دین کے مختلف الانواع شعبوں میں سے کسی نہ کسی شعبے کے ساتھ کسی نہ کسی درجے میں ضرور وابستہ رہنے کی توفیق مرحمت فرمادیتے ہیں۔

رائے ونڈ کے زمانہ تعلیم میں استاذ محترم داعی کبیر حضرت مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بارہا یہ بات سنی کہ ”جو طالب علم زمانہ تعلیم میں اپنی چھٹی اور فرصت کے اوقات کو تبلیغ کی محنت میں استعمال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فراغت کے بعد اُسے اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں۔“

ذیل میں بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی صاحب رحمہ اللہ اور بعض دیگر اکابرین امت کے اقوال پیش کرتا ہوں کہ اہل علم کے لیے زمانہ تعلیم میں ہی اس کام میں شمولیت کس قدر ضروری ہے؟!

تبلیغی جماعت کے ساتھ اہل علم طبقہ کی شمولیت کی اہمیت:

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ اپنی تصنیف ”مولانا الیاسؒ اوران کی دینی دعوت“ میں لکھتے ہیں کہ: ”آپ (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) نے اپنے نزدیک اس کا فیصلہ کرلیا تھا کہ جب تک اہل علم اس کام کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کی سرپرستی نہ کریں گے اس وقت تک اس اجنبی دعوت اور اس نازک کام اور لطیف کام کی طرف سے (جس میں بڑی دقیق رعایتیں اور نزاکتیں مطلوب ہیں) اطمینان نہیں کیا جاسکتا، آپ کو اس کی بڑی آرزو تھی کہ ”اہل“ اشخاص اس کام کی طرف توجہ کریں اور اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو اس کام کے فروغ میں لگائیں، جس سے اسلام کے درخت کی جڑ شاداب ہوگی پھر اس سے اس کی تمام شاخیں اور پتیاں سرسبز ہوجائیں گی۔“

اہل علم کے لئے طرز محنت:

اس سلسلہ میں آپ (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) علماء سے صرف وعظ وتقریر ہی کے ذریعے اعانت نہیں چاہتے تھے بلکہ آپ کی خواہش اور آپ کا مطالبہ علماءِ عصر سے سلف اول کے طرز پر اشاعت دین کے لیے عملی جدوجہد اور در بدر پھرنے کا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

”عرصہ سے میرا اپنا خیال ہے کہ جب تک علمی طبقہ کے حضرات اشاعتِ دین کے لیے خود جا کر عوام کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹائیں اور عوام کی طرح یہ بھی گاؤں گاؤں اور شہر شہر اس کام کے لئے گشت نہ کریں، اس وقت تک یہ کام درجہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ عوام پر جو اثر اہل علم کے عمل وحرکت سے ہوگا وہ ان کی دھواں دھار تقریروں سے نہیں ہوسکتا، اسلاف کی زندگی سے بھی یہی نمایاں ہے جو کہ آپ حضرات اہل علم پر بخوبی روشن ہے۔“

طلباءِ کرام کے تبلیغ میں اشتغال کی حیثیت:

درس وتدریس سے تعلق رکھنے والے بعض بزرگوں کو شبہ تھا کہ تبلیغ واصلاح کی اس کوشش میں مدرسین اور طلباءِ مدارس کا اشتغال، ان کے علمی مشاغل اور علمی ترقی میں حارج ہوگا، لیکن آپ جس طرح اور جس منہاج پر علماءِ مدارس اور طلباء سے یہ کام لینا چاہتے تھے وہ درحقیقت علماء اور طلبہ کے علوم کی ترقی اور پختگی کا ایک مستقل انتظام تھا، ایک گرامی نامہ میں (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) لکھتے ہیں:

”علم کے فروغ اور ترقی کے بقدر اور علم ہی کے فروغ اور ترقی کے ماتحت دین پاک فروغ اور ترقی پاسکتا ہے، میری تحریک سے علم کو ذرا بھی ٹھیس پہنچے یہ میرے لئے خسرانِ عظیم ہے، میرا مطلب تبلیغ سے، علم کی طرف ترقی کرنے والوں کو ذرا بھی روکنا یا نقصان پہنچانا نہیں ہے، بلکہ اس سے بہت زیادہ ترقیات کی ضرورت ہے اور موجودہ مسلمان جہاں تک ترقی کررہے ہیں یہ بہت ناکافی ہے۔“

طلباء کے لئے زمانہ طالب علمی میں محنت کرنے کا طریقہ:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ چاہتے تھے کہ اس تبلیغی کام ہی کے ضمن میں طلبہ اپنے اساتذہ ہی کی نگرانی میں اپنے علوم کے حق ادا کرنے کے لئے نافع ہوں، ایک گرامی نامے میں لکھتے ہیں:

”کاش کہ تعلیم ہی کے زمانہ میں امر بالمعروف

ونہی عن المنکر کی اساتذہ کی نگرانی میں مشق ہو جایا کرے تو علوم ہمارے نفع مند ہوں، ورنہ! افسوس کہ بے کار ہو رہے ہیں، ظلمت اور جہل کا کام دے رہے ہیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" بہرحال اپنی اس دعوت کو اعلیٰ علمی و دینی حلقوں میں پہنچانے کے لئے آپ نے جماعتوں کا رُخ دینی مرکزوں کی طرف کیا۔" (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۹، مکتبہ دینیات)

علم میں ترقی کا طریقہ:

علم کی طرف ترقی کے لئے مولانا کے نزدیک دوسری شرط یہ تھی:

"یاد رکھو! کوئی عالم علم میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ جو کچھ سیکھ چکا ہے دوسروں تک نہ پہنچائے جو اس سے کم علم رکھتے ہیں، اور خصوصاً اُن تک جو کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں، میرا یہ کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ماخوذ ہے: "من لا یَرحم لا یُرحم" بردیگراں پاش کہ حق بر تو پاشد، کفر کی حد تک پہنچے ہوؤں تک علم پہنچانا اصل علم کی تکمیل ہے اور ہمارا فریضہ ہے اور جاہل مسلمانوں تک علم پہنچانا مرض کا علاج ہے۔" (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۲۷۰، مکتبہ دینیات)

صحابہ کرام کا حصولِ علم کے لئے طریقِ کار:

"فرمایا: مدینہ منورہ میں علوم دینیہ کا کوئی مدرسہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو بھی وہ (مدینہ والے) اس کے باقاعدہ طالب علم نہیں بن سکتے تھے اور دین کی ضرورت، مسائل و احکام اور مسائل کے علم سے بے بہرہ نہیں تھے، یہ علم ان کے پاس کہاں سے آیا؟! محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت و حضوری پر زیادہ جاننے والوں کے پاس بیٹھنے اور اہل دین کی صحبت و اختلاط اور ان کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھنے، سفروں اور جہاد میں رفاقت اور بروقت اور برموقع احکام معلوم کرنے اور دینی ماحول میں رہنے سے، اس میں شبہ نہیں کہ اس درجہ اور معیار کی بات آج حاصل نہیں ہو سکتی، لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی کچھ نہ کچھ صورت انہی راستوں سے آج بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔" (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۶، مکتبہ دینیات)

جملہ اہل علم کی ذمہ داری:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"عموماً اہل علم کی ساری جماعتوں سے یہ بھی عرض ہے کہ ان متعین اوقات کے علاوہ دوسرے عام اوقات میں اپنی اپنی جگہ خاص و عام میں تبلیغ سے غافل نہ رہیں۔"

(تجدید تعلیم و تبلیغ، ص:۱۹۳)

موجودہ دور کے خوفناک حالات اور ان سے خلاصی کی راہ:

حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ ایک انتہائی اہم مضمون میں رقم طراز ہیں:

"عذاب بصورت نفاق کی تعبیر صوبائی عصبیت، گروہی مفادات کا وہ طوفان ہے! جو ملک کے در و دیوار سے ٹکرا رہا ہے، جس میں علماء، صلحاء اور عوام و حکام سب بہے جا رہے ہیں اور جسے برپا کرنے میں اوپر سے نیچے تک تمام عناصر اپنی پوری قوتیں صَرف کر رہے ہیں، پورا ملک آتش فشاں کی مُہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے، جس پر توبہ، استغفار، تضرع و ابتہال اور دعوت الی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جا سکتا ہے، مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی اور پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا حالات ہوں گے؟! کون رہے گا؟! اور کس کی حکومت ہوگی؟! اور انسان محکوموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں اور پوری اُمت کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ صفوۃ البریۃ سیدنا محمد وعلی الله وأصحابه وأتباعه أجمعین."

(بصائر و عبر، حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ کا سبق آموز پیغام، ص:۱۵)

(جاری ہے)

قادیانی اسلام و پاکستان کے غدار ہیں، امریکا پشت پناہی ترک کردے: علماء کرام

اسلام آباد، چناب نگر (نمائندہ خصوصی و خبر ایجنسیاں) امریکا قادیانیوں کی پشت پناہی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کا مرتکب نہ ہو، امریکی پشت پناہی قادیانیوں کی اصلیت بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے، قادیانی مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکازنی کرتے ہیں اور جھوٹے پروپیگنڈے اور لابنگ کے بل بوتے پر اپنے آقاؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ قادیانی خود کو غیر مسلم تسلیم کرلیں تو انہیں عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں سے زیادہ مراعات دی جا سکتی ہیں، لیکن اسلام کے نام پر دجل و فریب کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس کے رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالحفیظ مکی، ڈاکٹر احمد علی، مولانا الیاس چنیوٹی اور دیگر نے امریکا کی طرف سے قادیانیوں کی پشت پناہی کی خصوصی مہم اور امریکی صدر کے خصوصی ایلچی کی پاکستان آمد کی اطلاعات پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکا کی قادیانیوں کو مذہبی و تبلیغی آزادی دلوانے کا مطالبہ بلاجواز ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں سمیت تمام اقلیتی برادریوں کی حقوق و تحفظ کا بہرصورت خیال رکھا جاتا ہے، اوباما کے خصوصی ایلچی کی جانب سے مذہبی و تبلیغی آزادی دینے کے مطالبے کو خلاف آئین سمجھتے ہیں، امریکا ہوش کے ناخن لے اور پاکستان کے اندرونی معاملات خصوصاً توہین رسالت میں مداخلت سے باز رہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰ مئی ۲۰۱۴ء)

ایک ہفتہ
حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء و مشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو ''شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات و تاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

دسویں قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ:

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں بجانب غرب حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ قاری محمد طیب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۸۹۷ء میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔ سات سال کے ہوئے تو حضرت شیخ الہند، حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ کرائی۔ دو سال میں آپ نے حفظ مکمل کرلیا۔ حفظ کے ساتھ قرأت و تجوید کی بھی مہارت حاصل کی۔ بعدہ مکمل فارسی کا نصاب عرصہ پانچ سال میں مکمل کیا۔ اس کے بعد عربی کتب کی تعلیم کے لئے ساعی ہوئے۔ آٹھ سال میں آپ دورہ حدیث شریف کی تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوگئے۔ آپ نے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم سبق تھے۔ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اعزاز علی امروہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رسول خان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ایسے اساتذہ سے آپ نے مختلف کتابیں پڑھیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سند حدیث سے سرفراز فرمایا۔ تعلیم کے مکمل ہوتے ہی مسند تدریس، مسند اہتمام اور مسند رشد و ہدایت تینوں مسندوں کے آپ اہل قرار پائے۔ فقہ، منطق، معانی، فلسفہ، صرف و نحو، تفسیر و حدیث کوئی ایسا فن نہیں جس کی بنیادی کتابیں آپ نے نہ پڑھائی ہوں۔ حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ بلا مبالغہ متکلم اسلام تھے۔ دنیا نے آپ کو حکیم الاسلام کے نام سے یاد رکھا۔ قاری صاحب کی درسی اور عام تقاریر حشو و زوائد سے بالکل پاک ہوتی تھیں۔ آپ کی تقریر میں سے ایک جملہ نہ حذف کیا جاسکتا تھا اور نہ ایزاد کیا جاسکتا تھا۔ اتنی جامع تقریر کہ اسے مرتب کریں تو کتاب بنانے کے لئے نظر ثانی کی ضرورت پیش نہ آئے۔

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مہتمم:

حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نائب کے طور پر ۱۹۳۰ء میں نائب مہتمم بنایا گیا۔ حضرت عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد پہلے قائم مقام اور پھر مہتمم بنادیئے گئے۔ جب آپ کو مہتمم بنایا گیا تو دفتر اہتمام کے ایک کونہ میں چٹائی بچھا کر بیٹھ گئے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ کا ہاتھ پکڑا، اٹھایا اور اہتمام کی گدی پر بٹھا دیا اور فرمایا میاں! اب ان نخرہ سازیوں سے بات نہیں چلے گی۔ آپ سے متعلق فقیر نے ایک واقعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نائب امیر عالمی مجلس ختم نبوت سے خود سنا۔ فرمایا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک بار حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہم نے لاہور جامعہ اشرفیہ عرض کیا کہ آپ کے دور اہتمام میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث اور صدر مدرس رہے۔ ان کا کوئی خاص واقعہ سنا دیں، تو حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تو تمام واقعات ہی اہم ہوتے تھے۔ ایک سنا دیتا ہوں کہ ایک بار مدرسہ کی سالانہ

چھٹیاں سر پر آ گئیں تھیں۔ اساتذہ کی تنخواہیں، مطبخ کے مصارف اور بہت سارے امور انجام دینے تھے اور مدرسہ کا خزانہ بالکل خالی تھا۔ حضرت مدنی ؒ کے پڑھانے کا وقت ہوا۔ آپ گھر سے نکلے تو میں (قاری صاحب ؒ) دارالاہتمام سے جلدی میں چل کر آپ کے پاس گیا۔ آپ دیکھتے ہی رک گئے۔ فرمایا کہ خیر ہے؟ میں نے ساری صورتحال عرض کی تو حضرت مدنی ؒ نے فرمایا کہ دو کام کرو۔ ایک تو یہ کہ ابھی حضرت نانوتوی ؒ کی قبر پر چلے جاؤ اور پوری صورتحال کھڑے ہو کر عرض کرو اور دوسرا یہ کہ دیوبند کے فلاں فلاں (اہل اللہ) حضرات کو دارالاہتمام میں جمع کرو، میں بھی آتا ہوں۔ آپ گئے۔ سبق پڑھایا پھر دارالاہتمام میں تشریف لائے۔ تمام حاضرین کے ساتھ لمبی دعا فرمائی۔ اسی رات فجر سے پہلے میرے (قاری محمد طیب ؒ) دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو ایک سیٹھ صاحب باہر کے کسی شہر سے گاڑی پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں رقم کی پوٹلی تھی جو مجھے پکڑائی اور فرمایا کہ کافی عرصہ سے دارالعلوم کے لئے یہ رقم رکھی تھی۔ پہنچانے کا موقعہ نہ ملا۔ رات خیال آیا تو اسی وقت چل دیا۔ یہ آپ سنبھالیں۔ مجھے ابھی واپسی کا سفر کرنا ہے۔ صبح ہونے پر رقم شمار کی تو جتنے کام رکے تھے سب کے لئے وہ رقم کفایت کر گئی۔ یہ سنا کر حضرت مولانا محمد عبداللہ ؒ نے فرمایا کہ حضرت مدنی ؒ کا قاری محمد طیب ؒ سے فرمانا کہ حضرت نانوتوی ؒ کی قبر پر جا کر صورتحال عرض کرو۔ یہ صاحب قبر سے استعانت نہیں مانگی تھی۔ اطلاع دی تھی۔

آپ کے اہتمام کے دور میں مسجد دارالحدیث کی تکمیل ہوئی۔ دورۂ تفسیر کا اجراء ہوا۔ دارالعلوم کی تنظیم وترقی کے نام سے مستقل شعبہ قائم کیا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں تعمیرات جدید ہوئیں۔ ۱۹۲۸ء میں دارالعلوم سے اسٹیشن دیوبند تک سڑک بنی۔ ۱۹۱۵ء میں تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی ؒ پہلے افغانستان پھر ترکی وروس گئے۔ ۲۵ سال آپ بیرون ہند رہے۔ ۱۹۳۹ء میں بغیر اطلاع کے واپس آئے۔ ۶؍صفر ۱۳۵۸ھ کو نماز فجر سے قبل دارالعلوم کی مسجد میں تشریف لائے۔ قاری صاحب ؒ کو اطلاع ہوئی۔ ملنے گئے تو مولانا عبیداللہ سندھی ؒ نے پیروں کو ہاتھ لگایا اور زاروزار روئے۔

آپ کی آمد پر دارالعلوم میں خیر مقدمی جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں باب الظاہر اور اس کے گردوپیش کی عمارات کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۴۱ء میں دارالاقامہ کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی میں ''القاسم'' جاری ہوا۔ جو صرف گیارہ سال جاری رہا۔ ۱۳۶۰ھ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کا اجراء ہوا۔ جو تسلسل کے ساتھ اس وقت تک جاری ہے۔ ۱۹۴۲ء میں حضرت مدنی ؒ کی گرفتاری آ پیش آئی۔ جس جلسہ کی بنیاد پر گرفتاری ہوئی اس کے صدر حضرت قاری محمد طیب ؒ تھے۔ حضرت قاری صاحب ؒ، حضرت مدنی ؒ کو مراد جیل ملنے کے لئے گئے تو حضرت مدنی ؒ نے مزاحاً سپرنٹنڈنٹ جیل سے فرمایا کہ صدر جلسہ تو آزاد پھر رہے ہیں اور بوڑھے مقرر کو آپ نے جیل میں بند کر رکھا ہے تو حضرت قاری محمد طیب ؒ نے برجستہ فرمایا۔ حضرت اس وقت تو میں بھی آپ کے ساتھ جیل ہوں۔ حضرت مدنی ؒ کی گرفتاری کے خلاف دیوبند میں جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت قاری صاحب ؒ نے فرمایا کہ اگر حکومت اس گرفتاری سے دارالعلوم یا دارالعلوم کی جماعت کو چیلنج کرنا چاہتی ہے تو میں سب کی طرف سے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں۔

دارالعلوم میں شعبہ خوش خطی ۱۹۴۵ء میں قائم ہوا۔ اس سال ہی دارالصنائع کا شعبہ بھی قائم ہوا۔ بہار اور میرٹھ کے فسادات میں دارالعلوم نے مثالی خدمات سے مسلمانوں کی خدمت کا ریکارڈ قائم کیا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان قائم ہوا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ پاکستان آ گئے۔ آپ کے عزیز واقارب خاندان سب کچھ انڈیا میں تھا۔ یہاں آئے تو دوستوں نے روک لیا۔ اتنا عرصہ رکنا ہوا کہ اب واپسی کے راستے مسدود ہو گئے۔ اب حضرت قاری صاحب ؒ کو واپس لانے کے لئے حضرت مدنی ؒ دلی جا کر حضرت مولانا آزاد ؒ سے ملے تو آپ نے فرمایا کہ وہ پاکستان رہ جائیں تو کیا حرج ہے؟ حضرت مدنی ؒ نے فرمایا مولانا آزاد ؒ! میں دارالعلوم کے بانی، حضرت نانوتوی ؒ کے جانشین کو واپس لانے کے لئے آیا ہوں۔ دارالعلوم یہاں اور وہ وہاں۔ یہ سمجھ نہیں آ رہا۔ تب حضرت مولانا آزاد ؒ نے جواہر لال نہرو سے فرمایا تو سپیشل جہاز سے حضرت قاری صاحب ؒ کو دلی منگوایا گیا۔ دلی سے ٹرین کے ذریعہ دیوبند آئے تو حضرت مدنی ؒ کی سربراہی میں دارالعلوم کے تمام خوردوکلاں نے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ جب ایک دوسرے سے ملے تو فرط جذبات سے دونوں طرف آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ آپ کے عہد اہتمام میں دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ یونیورسٹی میں اشتراک باہمی کی راہیں کھلیں۔ پوری دنیا میں دارالعلوم کا تعارف حضرت قاری صاحب ؒ کا مرہون منت ہے۔ عرب وعجم، ہندوسندھ، امریکہ وافریقہ تک دارالعلوم کا فیض حضرت قاری صاحب ؒ کے عہد اہتمام میں عام وتام ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کی لائبریری کا دنیا کی بڑی لائبریریوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو قاری صاحب ؒ

کے ذوق عالی کا مظہر ہے۔ تقسیم کے بعد ہند کے مسلمانوں اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے دارالعلوم اور جمعیت علماء ہند نے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔

۲۱تا۲۳/مارچ ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں سترہ ہزار فضلاء کو دستار فضیلت اور سند دی گئی۔ پاکستان سے ایک ہزار علماء کے وفد نے حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب ؒ کی قیادت میں شرکت کا اعزاز حاصل کیا۔ جمعہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ نے پڑھایا۔ جس میں اٹھارہ بیس لاکھ افراد نے شرکت کی۔ سٹیج پر تین ہزار مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام یہ تمام تر وسیع انتظام حضرت قاری محمد طیب صاحب ؒ کے حسن اہتمام کا مرہون منت تھا۔ ۱۷/جولائی ۱۹۸۳ء کو آپ کا وصال ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں ایک لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ جو آپ کے صاحبزادہ مولانا قاری محمد سالم قاسمی نے پڑھائی اور آپ اپنے دادا کے پہلو میں سپرد خدا کردیئے گئے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے مختصر حالات:

اسی مقبرہ قاسمی میں حضرت نانوتوی ؒ کے قدموں میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ؒ کی قبر مبارک ہے۔ دیوبند میں ایک بزرگ عالم دین جن کا نام مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ تھا۔ حق تعالیٰ نے انہیں دینی و دنیاوی وجاہتوں سے نوازا تھا۔ دیوان حماسہ، دیوان متنبی، قصیدہ بردہ، قصیدہ بانت سعاد کی شروح تسہیل الدراسۃ، تسہیل البیان، عطر الوردہ، اور الارشاد کے نام سے تحریر فرمائیں۔ اس سے ان کے عربی ادب کے ذوق عالی کا انکشاف ہوتا ہے۔ ان کی دو صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادہ کا نام محمود حسن ؒ تجویز ہوا۔ جو ۱۲۶۸ھ، مطابق ۱۸۵۱ء میں بمقام بریلی پیدا ہوئے (کہ ان دنوں آپ کے والد ملازمت کے سلسلہ میں اہل وعیال سمیت یہاں پر مقیم تھے) محمود حسن ؒ چھ سال کے ہوئے تو قرآن مجید کی بسم اللہ کرائی گئی۔ میاں جی عبداللطیف صاحب ؒ سے قرآن مجید اور ابتدائی فارسی کی کتب پڑھیں۔ فارسی کتب کی تکمیل اور عربی کی ابتدائی کتب اپنے چچا مولانا مہتاب علی ؒ سے پڑھیں۔ ۱۵/محرم ۱۲۸۳ھ کو دیوبند میں عربی مدرسہ کا قیام حضرت مولانا نانوتوی ؒ اور حضرت حاجی عابد حسین ؒ نے کیا تو یہی طالب محمود حسن ؒ اس مدرسہ کے پہلے طالب علم قرار پائے۔ کل ۲۱/طالب علم تھے جن سے دارالعلوم دیوبند کا آغاز ہوا۔ پہلا سبق طالب علم محمود حسن نے استاذ ملا محمود سے پڑھا۔ تعلیمی سال کے اختتام یعنی امتحان تک ۷۸ طالب علم ہوئے تھے۔ طلبہ کی کثرت ہوئی تو حضرت نانوتوی ؒ کے استاذ زادہ حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ صدر مدرس کے طور پر تشریف لائے۔ ۱۲۸۴ھ میں مولانا محمود حسن ؒ نے مختصر معانی وغیرہ کا امتحان دیا۔ ۱۲۸۵ھ کو مشکوٰۃ شریف مکمل کی۔ ۱۲۸۶ھ کو حدیث و دیگر کتب حضرت نانوتوی ؒ سے پڑھیں۔ حضرت نانوتوی ؒ سے آپ کے پڑھنے کا انداز یہ تھا کہ جہاں حضرت نانوتوی ؒ تشریف لے جاتے حضرت مولانا محمود حسن ؒ آپ کے ہمراہ ہوتے۔ میرٹھ، دہلی، دیوبند غرض سفر وحضر میں سلسلہ تعلیم جاری رہتا۔ ۱۲۸۹ھ میں آپ مکمل حدیث کی کتب اور تکمیل کی کتب سے فارغ ہوگئے اور اسی سال ہی معین مدرس کے طور پر آپ نے اپنی مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں پڑھانا بھی شروع کردیا۔ ۱۲۹۰ھ میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ ۱۲۹۲ھ میں باقاعدہ مدرس چہارم کے طور پر آپ کا تقرر ہوا۔ آپ کے والد گرامی نہیں چاہتے تھے کہ مدرسہ سے آپ تنخواہ لیں۔ لیکن مدرسہ کے مصالح کے پیش نظر آپ نے انکار نہ کیا۔ اسی زمانہ میں اہتمام حضرت مولانا رفیع الدین صاحب ؒ کے پاس تھا جو سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے شیخ وقت تھے۔ اس دور میں مدرس چہارم کی تنخواہ پندرہ روپیہ ماہانہ تھی جو آپ نے لینی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں قدوری، قطبی پڑھانا بھی غنیمت تھا۔ لیکن طلباء کو آپ نے بڑی بڑی کتابیں بھی پڑھائیں۔ ۱۲۹۳ھ میں آپ نے ترمذی شریف پڑھائی۔ ۱۲۹۵ھ میں بخاری شریف آپ نے پڑھائی۔ ۱۲۹۴ھ میں حضرت

ازخواب گراں خیز!

اے مرد مسلماں! تو ناموس ازل کا امین و پاسباں اور خدائے لم یزل کا رازداں ہے، تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے، تیری اٹھان مٹی سے ہے لیکن تجھی سے اس عالم کا وجود و بقا متعلق ہے، میخانہ یقین کے جام چڑھا اور ظن وتخمین کی پستیوں سے بلند ہوجا۔ فرنگ کی دلآویزی کی نہ داد ہے نہ فریاد، جس نے عقل ودل دونوں کو مسحور مخمور اور شکستہ ورنجور بنادیا ہے۔

فریادان بازیگروں سے جو کبھی ناز وانداز سے پکڑتے اور کبھی بیڑیوں میں جکڑتے ہیں، کبھی "شیریں" کا پارٹ ادا کرتے ہیں اور کبھی "پرویز" کا روپ بھرتے ہیں، دنیا ان کی تباہ کاریوں سے ویرانہ ہوگئی ہے۔

اے بانی حرم! اے معمار کعبہ! اور اے فرزند ابراہیم! ایک بار پھر دنیا کی تعمیر کے لئے اٹھ اور اپنی گہری نیند سے بیدار ہو۔

(ملفوظ: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ المعروف علی میاں)

نانوتوی ؒ کے ساتھ آپ حج پر تشریف لے گئے۔ اسی سفر میں حضرت نانوتوی ؒ کے فرمانے پر حضرت نانوتوی ؒ کے استاذ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی ؒ جو ان دنوں مدینہ طیبہ میں قیام پذیر تھے۔ آپ کو سند حدیث کی اجازت دی۔ ۱۲۹۷ھ میں حضرت نانوتوی ؒ کا، ۱۳۰۲ھ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی ؒ کا وصال ہوا تو حضرت مولانا سید احمد صاحب ؒ کو جو فنون کے امام مانے جاتے تھے۔ مدرس اول مقرر کیا۔ ۱۳۰۵ھ میں وہ بھوپال تشریف لے گئے تو حضرت شیخ الہند ؒ صدر مدرس قرار پائے۔ ۱۳۰۵ھ سے ۱۳۳۹ھ تک تینتیس سال کا عرصہ آپ دارالعلوم ایسے ادارہ کے صدرالمدرسین رہے۔ کل پڑھانے کا دور شمار کیا جائے وہ تو نصف صدی کو محیط ہوگا۔ حضرت گنگوہی ؒ سے باصرار و بکرار عرض کیا کہ دارالعلوم میں بغیر مشاہرہ کے میری خدمات کو قبول فرمایا جائے۔ حضرت گنگوہی ؒ نے اجازت نہ دی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ نے مشاہرہ لینا بند کردیا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن ؒ کا وجود اہل ہند کے لئے انعام الٰہی تھا۔ بیک وقت آپ نے درس تدریس کے علاوہ تحریک آزادی کے لئے بھی کام کیا۔ کانگریس کی تحریک آزادی، جمعیت علماء ہند، تحریک ترک موالات، تحریک ریشمی رومال سے لے کر مالٹا کی قید و بند تک کی آپ کی گرانقدر مجاہدانہ سرگرمیوں کو کوئی مورخ کیسے نظر انداز کرسکتا ہے۔ آپ ۸رجون ۱۹۲۰ء کو سالہا سال کی قید سے رہائی کے بعد ہند میں تشریف فرما ہوئے۔ ۳۰رنومبر ۱۹۲۰ء کو وصال فرمایا اور اپنے آپ کے بھائی مولانا حکیم محمد حسن ؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اپنے استاذ کے قدموں میں محو استراحت ہوئے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے مختصر حالات:

حضرت شیخ الہند کے پہلو میں بجانب غرب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کی قبر مبارک ہے۔ یہاں بھی حق تعالیٰ نے ایصال ثواب کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔ اللہ داد پور نزد قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں آج سے پانچ سو سال پہلے شاہ نورالحق تشریف لائے۔ ان کی اولاد کے پندرھویں سلسلہ میں سید حبیب اللہ ؒ تھے جو حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی ؒ کے خلیفہ تھے۔ مولانا سید حبیب اللہ ؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ ہیں۔

حضرت مدنی ؒ ۱۹رشوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۶راکتوبر ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت مدنی ؒ کی عمر مبارک تین سال کی ہوئی تو والد گرامی سے ٹانڈہ اپنے گاؤں میں پڑھنا شروع کیا۔ جب آپ کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو والد گرامی نے آپ کو حضرت شیخ الہند ؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے بہت ساری کتابیں حضرت شیخ الہند ؒ سے پڑھیں۔ دیگر اساتذہ میں مولانا ذوالفقار علی دیوبندی ؒ، مولانا عبدالعلی محدث دہلوی ؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمن ؒ، مولانا حبیب الرحمن عثمانی ؒ بھی شامل ہیں۔ آپ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ عربی مدارس میں انتہائی نمبر پچاس ہوتے ہیں۔ مگر آپ اکثر ۵۱، ۵۲، ۵۳ نمبر لیتے تھے۔ صدرا جیسی مشکل کتاب کے اصل پچاس نمبر کی بجائے ۵۷ نمبر حاصل کئے۔

جب آپ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو آپ کے والد مولانا سید حبیب اللہ صاحب ؒ ۱۳۱۶ھ میں اپنے اہل وعیال سمیت حجاز مقدس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا خانوادہ تیرہ افراد پر مشتمل بارہ چھٹانک مسور کے پانی پر گزارہ کرتے تھے۔ پورے خاندان کی طرح حضرت مدنی ؒ کے لئے بھی مدینہ طیبہ کا قیام نعمت غیر قرقبہ تھا۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں کتب خانہ شیخ الاسلام، اور کتب خانہ محمودیہ نایاب کتب کے مراکز تھے۔ حضرت مدنی ؒ نے ان کتب خانوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ چھ سال کی مدت میں آپ نے دارالعلوم دیوبند مختلف اساتذہ سے مختلف فنون کی ۶۷ کتب باقاعدہ پڑھیں تھیں۔ عربی ادب آپ نے مدینہ طیبہ کے بزرگ عالم دین الشیخ آفندی عبدالجلیل برادہ ؒ سے مکمل کیا۔ تکمیل تحصیل علم کے ساتھ آپ نے مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں پڑھانا بھی شروع کردیا۔ ۱۳۱۸ھ تک آپ کا درس ابتدائی لیکن امتیازی رہا۔ ۱۳۱۸ھ میں آپ ہندواپس آئے۔ محرم ۱۳۲۰ھ کو پھر واپس حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ اب بھی آپ نے مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں درس کا آغاز کیا۔ ایک ہندی عالم دین کے درس نے وہ مقبولیت حاصل کی کہ افریقہ، چین، جزائر، شرق الہند تک کے شائقین نے آپ سے استفادہ کیا۔ ان دنوں چوبیس گھنٹوں میں سے صرف تین گھنٹے آرام کرتے تھے۔ باقی وقت پڑھنے پڑھانے میں گزرتا۔ آپ بغیر کتاب سامنے رکھے پڑھاتے تھے۔ ادھر طالب علم عبارت پڑھتا، ادھر آپ تقریر شروع کر دیتے۔ روزانہ چودہ پندرہ اسباق پڑھاتے اور پڑھانے میں یہی انداز تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ یہ سب صدقہ تھا اس بات کا کہ ایک رات آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو قدموں سے لپٹ کر درخواست کی کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ جو کتب پڑھ چکا ہوں وہ یاد ہوجائیں، جو نہیں پڑھیں وہ مطالعہ میں نکال سکوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمادی۔ بس اس کے بعد پھر علم کی وادی میں برابر بڑھتے گئے۔ اب ترکی، شامی، مدنی علماء کو بھی وہ مقام حاصل نہ تھا جو وقار وجاہت آپ کو حاصل ہوگیا۔ (جاری ہے)

آہ! مشفق ومہرباں میرے پھوپھا

سیّد شاہد حسن مرحوم

مولانا محمد یاسر حبیب

جس طرح زندگی ایک حقیقت ہے اسی طرح موت اس سے بھی بڑی حقیقت ہے،اللہ جل شانہ نے نظام کائنات کی ترتیب ہی ایسی رکھی ہے کہ زمین بنائی تو اس کے ساتھ آسمان بھی بنایا،دن کو تخلیق کیا تو اس کے ساتھ رات بھی بنائی،خوشی کے ساتھ غموں کو جوڑا اور حیات کے ساتھ ممات کا ناطہ بھی طے کیا۔اس موت وزیست کے رشتے کو ہر کسی نے اپنے اپنے انداز فکر سے بیان کیا کسی نے موت کو جدائی اور بے وفائی کا سبب جانا تو کسی نے موت کو زندگی کے درمیان ایک وقفہ قرار دیا،کسی نے اسے جبر سے تشبیہ دی کہ انسان دنیا میں نہ اپنی خوشی سے آتا ہے اور نہ ہی اپنی خوشی سے جاتا ہے،انسان کے دنیا میں آنے اور جانے میں اس کا اپنا کوئی کردار یا مرضی شامل نہیں لیکن ایک مسلمان کے لیے موت اس کے مالک حقیقی سے ملنے کا ایک ذریعہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے "الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر" دنیا مسلمان مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمان مومن دنیا میں آکر آخرت کی تیاری کرتا ہے جس طرح کوئی مسافر اپنے سفر سے پہلے سفر کی تیاری کرتا ہے اسی طرح ایک مسلمان دنیا میں آکر اپنے رب کی رضاء کو پانے کی سعی کرتا ہے۔خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کے جانے کے بعد لوگ انہیں اچھے الفاظ میں یاد رکھیں،ان کی اچھائیاں یاد کرکے ان کا تذکرہ ذکر خیر کے ساتھ کریں،حدیث میں آتا ہے کہ اپنے جانے والوں کو اچھے الفاظ کے ساتھ یاد کرو چنانچہ آپ کے کچھ احسانات کا تذکرہ اس دعا کے ساتھ پیش خدمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ان نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم سب بھی اپنے لیے ذخیرہ آخرت کا سامان کرسکیں۔

میرے پھوپھا سید شاہد حسن دہلی کی شاہی مسجد کے امام مولانا سید طاہر حسن رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے،اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا،میرے دادا حکیم مختار حسن خاں رحمہ اللہ کی نظر انتخاب جب ان پر پڑی تو آپ کی دوررس نظروں نے ان میں چھپے گوہر کو شناخت کرلیا اور اور اپنی صاحبزادی کو آپ کے عقد نکاح میں دے دیا،آپ پرنٹنگ کے شعبہ سے وابستہ تھے،تایا محترم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد احمد قمر حفظہ اللہ (جو الحمدللہ بقید حیات ہیں اور علیل ہیں،دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت وتندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی شفقتوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے،آمین) کا ایک چھوٹا سا پریس تھا جو القادر پرنٹنگ پریس کے نام سے موسوم تھا جب تایا محترم مکۃ المکرمہ منتقل ہونے لگے تو آپ نے یہ پریس پھوپھا صاحب کو فروخت کردیا چنانچہ پھوپھا رحمہ اللہ نے رات دن محنت شاقہ کے ذریعہ سے اس پریس کو پروان چڑھایا ابتداء میں یہ پریس بہت مختصر تھا لیکن بعد ازاں آپ کی محنت شاقہ نے اس پریس کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا اور آج کراچی میں دینی کتابوں کے حوالے سے القادر پرنٹنگ پریس ایک معروف نام رکھتا ہے،والد ماجد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید علیہ الرحمہ نے جب تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا تو پھوپھا مرحوم کے پریس سے تادم شہادت آپ کی تمام مطبوعات وہیں چھپتی رہیں اور تاحال یہ سلسلہ وہیں سے جاری وساری ہے۔الحمدللہ۔

انتقال سے اٹھارہ ماہ قبل آپ گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے،ہفتہ میں تین دن ڈائیلاسز ہوتا جو کہ ایک تکلیف دہ مرحلہ ہے لیکن اس عارضہ میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کوئی بھی مہمان گھر آتا تو گھر والوں کو یہ تاکید کرتے کہ مہمان کھانا کھائے بغیر واپس نہ جائے،میرے پھوپھا سید شاہد حسن کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا ان میں سب سے بڑی خوبی آپ کا حسن اخلاق تھا چھوٹے بڑے ہر کسی سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے،اسی طرح اہل علم حضرات کے بڑے قدر شناس تھے،اللہ تعالیٰ نے آپ کو فراست اور دانشمندی سے بھی خوب نوازا تھا اپنے چھوٹوں کی قدم قدم پر راہنمائی فرماتے ان کو مفید مشوروں سے نوازتے،والد ماجد شہید رحمہ اللہ سے آپ کا خصوصی قلبی تعلق تھا،والد محترم کی شہادت کے موقع پر آپ نے تمام معاملات کو خود سنبھالا اور پھر جب والد محترم کی شہادت کے کچھ عرصے بعد والدہ صاحبہ بھی اس دنیا سے تشریف لے گئیں تو پھر آپ نے ہم بھائیوں کی مکمل سرپرستی کی اور نہ صرف سرپرستی کی بلکہ شفقت ومحبت کے سائے میں ہماری راہنمائی بھی کی،خواہ وہ ہمارا تعلیمی سلسلہ ہو یا دیگر معاملات کسی بھی لمحہ ہمیں آپ نے والدین کی کمی محسوس نہیں ہونے دی،ہر خوشی اور غم کے موقع پر سب سے آگے آگے ہمارے سر پر اپنا دست شفقت رکھا،آج آپ کی

رحلت کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم دوبارہ یتیم ہوگئے یقیناً ان کی کمی تو تادیر ہمیں محسوس ہوتی رہے گی لیکن یہ اطمینان ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بے شمار اچھائیوں کی بدولت ان کے ساتھ اچھا معاملہ فرمایا ہوگا اور آپ کی وہ نیکیاں اور اچھائیاں جو آپ نے اپنی زندگی میں کیں ان کی اولاد اور ہم سب اسی طرح جاری رکھیں گے انشاء اللہ۔

آپ خود نہ تو حافظ تھے اور نہ ہی عالم لیکن قرآن کریم اور علم دین سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ مجھے یاد ہے زمانہ طفولیت میں جب ہم قرآن کریم حفظ کررہے تھے تو اس وقت والد ماجد علیہ الرحمہ نے ترغیب کے لیے یہ اصول طے کررکھا تھا جو بچہ سپارہ حفظ کرے گا تو اسے دس روپے بطور انعام دیا جائے گا چنانچہ والد محترم کے ساتھ پھوپھا مرحوم بھی ہر بچہ کو سپارہ حفظ کرنے پر بطور انعام دس دس روپے دیا کرتے جس کی بدولت ہر بچہ سپارہ حفظ کرنے کے بعد دوڑا دوڑا جاتا اور اپنا سپارہ حفظ کرنے کی نوید سنا کر والد محترم اور پھوپھا محترم سے اپنا انعام وصول کرتا، قرآن کریم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ میرے بڑے بہنوئی سید عامر حسن کے چھوٹے صاحبزادے کو بھی قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے اسکول سے اٹھوا کر مدرسہ میں داخل کروایا آج یہ بچہ قرآن کریم حفظ کررہا ہے انشاء اللہ اس یہ بچہ حافظ بن کے اپنے والدین اور دادا کے لیے اخروی نجات کا باعث بنے گا۔

اسی طرح والد محترم اور والدہ محترمہ علیہ الرحمہ کے دنیا سے رحلت فرماجانے کے بعد ہمارے تعلیم کے سلسلہ کو پھوپھا محترم نے نہ صرف جاری رکھا بلکہ اسی ذوق اور شوق کے ساتھ قدم بقدم ہماری راہنمائی فرماتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم برادران کے تعلیمی سلسلہ کو مکمل کیا تو پھوپھا محترم نے اسی طرح ہمارے تعلیمی سلسلے کے اختتام پر دعوت تقریب کا اہتمام کیا جیسا کہ ایک والد اپنی اولاد کے لیے کرتے ہیں الغرض کسی بھی موقع پر ہمیں والدین کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا، یہ آپ کی علم سے محبت کا عالم تھا گویا کہ آپ کی اپنی اولاد اس سعادت سے بہرہ ور ہوئی ہو اسی مناسبت سے آپ اہتمام فرماتے، ہمارے مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اکابر اور اساتذہ کے ساتھ آپ کا ہمیشہ تعلق رہا اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے مربی استاذ محترم اور رئیس جامعہ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر حفظہ اللہ کو اور نائب رئیس جامعہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری حفظہ اللہ اور حضرت ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے اور استاذ جامعہ مولانا سعید عبدالرزاق اسکندر کو جنہوں نے پھوپھا رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد ادارے میں آپ کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا اور جملہ متعلقین کے ساتھ اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کیا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور ان حضرات کا سایۂ عاطفت وشفقت ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے آمین۔

آپ تمام حضرات سے التماس ہے کہ میرے پھوپھا مرحوم کے لیے دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے سیئات کو حسنات میں تبدیل فرمائے اور میری پھوپھی صاحبہ اور دیگر جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بحیثیت مسلمان ہم سب اللہ کی رضاء کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں یقیناً جانا تو ہم میں سے ہر ایک نے ہے لیکن اگر یہ روانگی آخرت کی تیاری اور اعمال صالحہ کے ساتھ ہو تو پھر یہ جینا بھی باعث سعادت ہوتا ہے اور مرنا بھی، دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو آخرت کی تیاری اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆..............☆☆

فرشتوں کی شرکت

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میدان تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو سورج ایسی تیز روشنی اور نورانی شعاعوں کے ساتھ نکلا کہ ہم نے اس سے پہلے ایسا صاف شفاف اور روشن ومنور کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جبرئیل! کیا بات ہے؟ کہ آج سورج کی شعاعیں چمکیلی اور اس قدر نورانی ہیں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئیں؟

حضرت جبرائیل نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مدینہ منورہ میں معاویہ بن معاویہ لیثی کا انتقال ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: یہ اعزاز (ستر ہزار فرشتوں کا ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا) کس وجہ سے ہے؟

بتایا گیا کہ کیونکہ معاویہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، رات دن بکثرت ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتے رہتے تھے، پھر جبرئیل نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ اگر ان کی نماز پڑھنا چاہیں، میں آپ کے لئے زمین کو سمیٹ دوں، آپ نے فرمایا: ضرور! (حضرت جبرئیل نے اپنا پَر زمین پر مارا، جس سے تمام درخت اور ٹیلے پست ہوگئے، ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آنے لگا) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ (ابن کثیر ۵/۲۹۹۳)

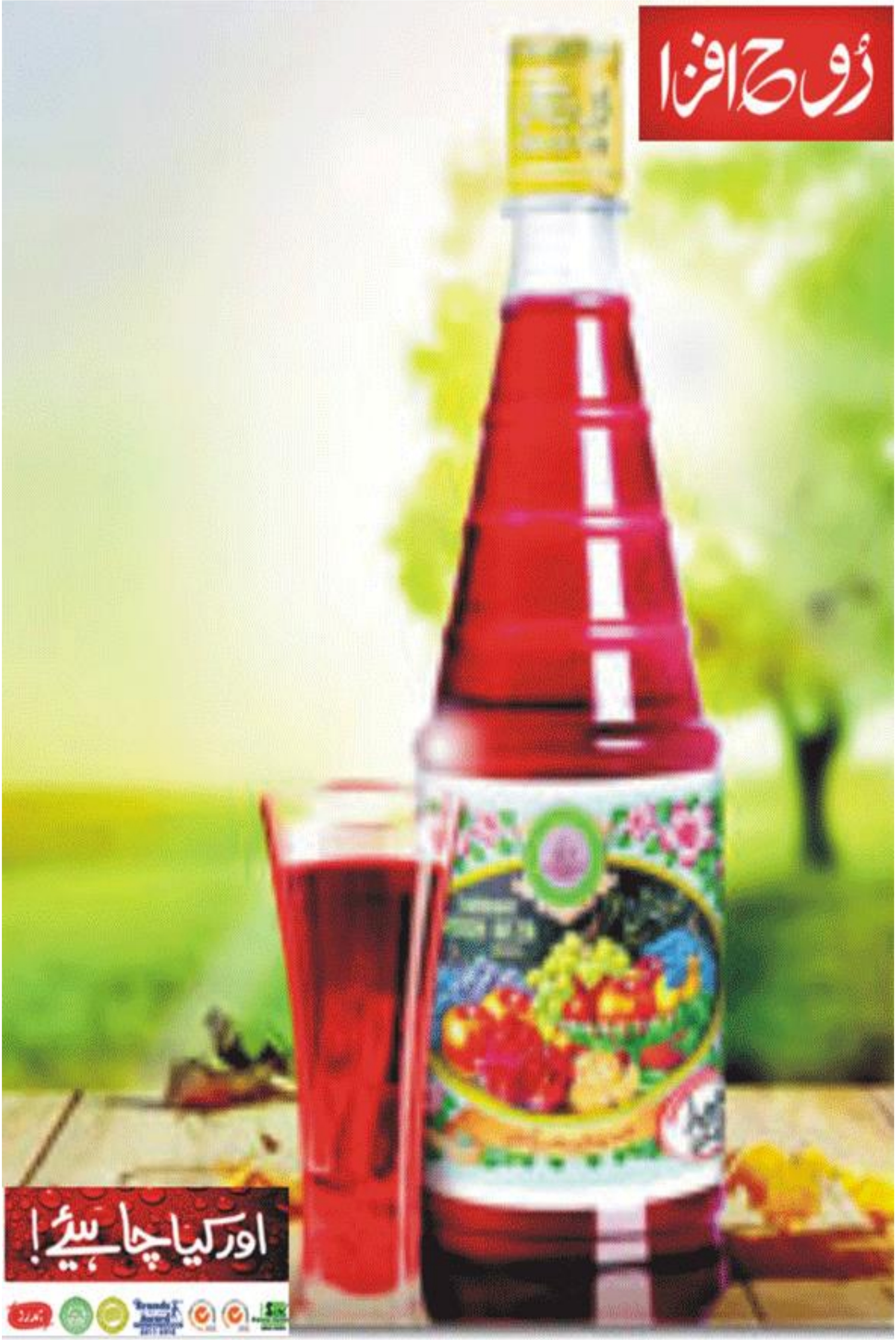
روح افزا
اور کیا چاہیے!

مختلف شہروں میں دعوتی و تبلیغی مصروفیات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

احمد پور سیال دین دار سنی مسلمانوں کا اکثریتی علاقہ ہے جس میں ہمارے حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے مریدین کی خاصی تعداد موجود ہے۔ نیز احمد پور سیال میں سادات کے بھی کئی ایک گھرانے موجود ہیں۔ ان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن شاہ، حضرت مولانا عباس علی شاہ، حضرت مولانا مفتی محمد حبیب شاہ مدظلہ سرفہرست ہیں، جو عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و نشر و اشاعت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ مولانا سیّد عبدالرحمٰن شاہ کا عرصہ دراز سے تقاضا تھا کہ احمد پور سیال کے لئے دو تین روز دیے جائیں۔ بندہ کی تبلیغی مصروفیات آڑے آتی رہیں، لیکن شاہ صاحب بھی مسلسل رابطہ میں رہے تو ۳۱/مارچ، یکم اپریل دو روز طے ہوئے۔

۳۱/مارچ ظہر کی نماز سے پہلے احمد پور سیال پہنچے، کھانا کھانے کے بعد سمندوانہ کی جامع مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس میں تلاوت و نعت کے بعد بندہ کا تفصیلی بیان عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر ہوا۔ بعدازاں سوال و جواب کی محفل منعقد ہوئی، بعد نماز عشاء جامع مسجد قاضیاں والی میں سیرت النبی اور ختم نبوت کے عنوان پر بندہ کا تفصیلی بیان ہوا، بعدازاں سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی، جلسہ کی صدارت جامع مسجد قاضیاں والی کے خطیب مولانا محمد یعقوب صدیقی نے کی۔

یکم اپریل صبح ۱۱ بجے سے بارہ تک چک نمبر ۳۰۵-ایل میں کارکنوں کی تربیتی نشست ہوئی جس میں احمد پور سیال اور مضافات کے کارکن تیس پینتیس کی تعداد میں جمع ہوئے مولانا غلام حسین اور راقم الحروف کے تربیتی بیانات ہوئے۔ کارکنوں کو بتلایا گیا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی پشت پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہوتی ہیں۔ اس پر کئی ایک مستند مبشرات صالحات بھی بیان کیے گئے۔

مہر حامد سیال کے ظہرانہ میں شرکت: مہر حامد بہت متحرک و فعال جماعتی کارکن ہیں، نیز ان کے بھائی بھی اس کار خیر میں ان کے معاون ہیں۔ مہر حامد اور ان کے بھائیوں نے پُرتکلف ظہرانہ کا انتظام کیا جس میں مولانا غلام حسین، مولانا سیّد عبدالرحمٰن شاہ، مولانا مفتی حبیب احمد شاہ، مولانا سیّد عباس علی شاہ اور راقم الحروف سمیت کئی ایک احباب نے شرکت کی۔

احمد پور سیال شہر میں تربیتی نشست: یکم اپریل بعد نماز ظہر جامع مسجد مولانا سیّد عبداللطیف شاہ والی میں کارکنوں کی تربیتی نشست منعقد ہوئی، جس میں راقم الحروف اور مولانا حافظ غلام حسین کا تربیتی بیان ہوا، جماعتی رفقاء سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے قرب و جوار میں قادیانی شرور و فتن پر کڑی نظر رکھیں اور مسلمانانِ علاقہ کو قادیانی دجل و فریب سے بچانے کی کوشش کریں۔ نیز قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی اور یہ سلسلہ ظہر سے عصر تک جاری رہا، جس نے کنونشن سے جلسہ کی صورت اختیار کر لی۔

جھنگ میں جماعتی عہدیداران کے اجلاس میں شرکت: حال ہی میں جھنگ مجلس کا انتخاب عمل میں لایا گیا، جس میں مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ امیر، مولانا غلام حسین ناظم اعلیٰ و مبلغ، مولانا عمر دراز ناظم نشر و اشاعت، مولانا غلام سرور خان کو ناظم تبلیغ منتخب کیا گیا۔ نیز شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم جامعہ محمدیہ اور قاری محمد شفیق جو امام القراء حضرت قاری رحیم بخشؒ پانی پتی کے نامور تلامذہ میں سے ہیں کو سرپرست مقرر کیا گیا۔ مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ نے مقامی عہدیداران کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ جس میں جھنگ ضلع میں قادیانی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے تجاویز پر غور و خوض کیا گیا۔ نیز ۶/مئی کو غلہ منڈی کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ڈویژنل ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے متعلق مشاورت کی گئی۔ نیز مولانا غلام حسین زیدہ مجدہ نے بتلایا کہ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ اور خطیب العصر مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہ، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے وقت عنایت فرما دیا ہے۔ کانفرنس غلہ منڈی کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں منعقد ہوگی۔

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے سالانہ اجتماع میں شرکت: جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کا سالانہ اجتماع ۲/اپریل بعد نماز مغرب شروع ہوا جس میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے مطابق ذکر جہری کرایا گیا۔ ۳/اپریل قبل از نماز فجر حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین

شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا اصغر علی مدظلہ کا اصلاحی بیان ہوا۔ جامعہ مدینۃ العلم فیصل آباد کے استاذ الحدیث حضرت اقدس شاہ صاحب مدظلہ کے مسترشد مولانا خالد محمود مدنی نے ذکر کرایا۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مولانا عبدالرشید مدظلہ وہاڑی نے درس قرآن دیا۔ جامعہ عبیدیہ کے استاذ الحدیث مولانا فضل حکیم نے ذکر کرایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم الحروف نے سرانجام دیے۔

تیسری نشست: ساڑھے نو بجے شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک قاری محمد ناصر متعلم جامعہ عبیدیہ نے کی۔ نعتیہ کلام سیف الرحمن نے پیش کیا۔ حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالحق شورکوٹ کینٹ نے اصلاحی بیان فرمایا، بعد ازاں آیت کریمہ کا ورد ہوا۔ آیت کریمہ کا ورد حضرت اقدسؒ کے خلیفہ حاجی شیر خان مدظلہ نے کرایا، نیز مجلس ذکر اور دعا بھی حاجی صاحب نے کرائی۔ یہ سلسلہ تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا۔ کھانے اور آرام کے وقفہ کے بعد نماز ظہر ہوئی۔

چوتھی نشست: بعد نماز ظہر قاری احمد مصطفیٰ کراچی کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ راقم الحروف نے بتلایا کہ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے پہلے شیخ امام العارفین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی نوراللہ مرقدہ ہیں۔ حضرت بہلویؒ نے ظہر کے بعد درس حدیث کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ حضرت کی زندگی مبارک میں جاری رہا اور اب بھی ان کی خانقاہ شجاع آباد میں جاری ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے جب سے جامعہ عبیدیہ اور خانقاہ کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ ہر روز ظہر کی نماز کے بعد درس حدیث ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت والا کے حکم پر درس حدیث مولانا جمیل احمد علی پوری نے دیا۔ موضوع علم وعمل اور اخلاص تھا۔ مولانا مطیع الرحمن شاہ عباسی خطیب مرکزی مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ، جو حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے اجازت یافتہ ہیں، نے اصلاحی بیان فرمایا۔ مولانا تاج الدین خطیب جامع مسجد مغیرہ بن شعبہؓ اسلام آباد، حضرت والا کے خلیفہ مجاز ہیں۔ علالت کے باوجود تین دن تک خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور مجلس ذکر اور دعا کرائی، بعد نماز عصر ختم خواجگان ہوا۔ بعد نماز مغرب مجلس ذکر ہوئی اور حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم نے مسترشدین کے تحریری سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ شرکاء اجتماع نے عشاء سے قبل کھانا تناول فرمایا۔

ختم بخاری کی تقریب: عشاء کی نماز کے بعد چاند پارک میں اجتماع عام منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری محمد لقمان کراچی نے حاصل کی۔ کراچی سے تشریف لائے ہوئے ثناخواں حافظ منیر احمد اور طاہر بلال چشتی جھنگ نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شعبہ افتاء کے رئیس مولانا مفتی محمد عبداللہ نے اصلاحی بیان فرمایا۔ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے دیا۔ حضرت الامیر کی موجودگی میں راقم الحروف نے سامعین سے تین درخواستیں کیں اور سامعین سے کہا کہ وہ ہاتھ لہرا لہرا کر حضرت الامیر دامت برکاتہم کو اطمینان دلائیں کہ:

امریکا و برطانیہ قادیانیوں کے خلاف قوانین ختم کرانے کے لئے حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ سامعین نے نعروں کی گونج میں کہا کہ یہ قوانین ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ان کا تحفظ کریں گے۔ نیز سامعین سے عہد لیا کہ وہ حضرت سے وعدہ کریں، چونکہ حضرت والا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بھی مرکزی راہنماؤں میں سے ہیں، کہ ہم مدارس کی آزادی وخود مختاری پر حرف نہیں آنے دیں گے۔ نعروں کی گونج میں حضرت اقدس کو خطاب اور درس بخاری کی دعوت دی گئی۔ حضرت الامیر دامت برکاتہم نے عام فہم انداز میں بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا، جس میں امام بخاریؒ کی علمی حیثیت، بخاری شریف کی عظمت اور آخری حدیث کا پہلی حدیث کے ساتھ ربط بیان کیا اور فرمایا کہ مدارس عربیہ دین اسلام کے قلعے ہیں، ان میں کسی قسم کی مداخلت اور دراڑیں نہیں ڈالنے دی جائیں گی۔ راقم الحروف نے جامعہ عبیدیہ کے استاذ الحدیث اور حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے فرزند نسبتی مولانا سید نبیل شاہ کو دعوت دی کہ امسال جامعہ سے فارغ ہونے والے علماء کرام کو دعوت دیں اور ان کی دستار بندی کرائیں۔ چنانچہ سید نبیل شاہ نے ۲۲ علماء کرام کو دستار بندی اور تقسیم انعامات کے لئے بلایا۔ چنانچہ فارغ التحصیل علماء کرام کی دستار بندی حضرت شاہ صاحب، مولانا مفتی محمد عبداللہ اور مولانا عبدالحفیظ مکی نے کرائی۔

اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے بھی مختصر خطاب کیا۔ آخری خطاب مولانا عبدالحفیظ مکی نے کیا اور یہ سلسلہ رات دو بجے تک جاری رہا۔ ۴ اپریل نماز صبح سے پہلے خانقاہ بہلویہ شجاع آباد کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی نے اخلاص کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ خطابات اور مجالس ذکر کا سلسلہ عصر کی نماز تک جمعہ اور خورد ونوش کے وقفہ کے ساتھ جاری رہا۔ آخری مجلس ذکر حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم نے کرائی اور اختتامی دعا مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی مدظلہ نے کرائی۔ ☆☆☆

سید والا میں تین روزہ ختم نبوت کورس

سید والا (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

سید والا ایک پرانا قصبہ ہے، کسی زمانہ میں تحصیل بھی تھا، دریائے راوی کے کٹاؤ کی وجہ سے اس کا خاصا حصہ دریا برد ہوگیا۔ سید والا قدیم ختم ہوگیا، جدید شہر بسایا گیا، اب بھی سید والا کی خاصی آبادی ہے، جن میں چند گھر قادیانیوں کے بھی ہیں، چند سال قبل ان کی تبلیغ زوروں پر تھی، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا قادیانیوں کے ساتھ تصادم میں ان کی عبادت گاہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔

سید والا میں قادیانی آباد ہوئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی قائم کردی گئی۔ اب سید والا کا یونٹ متحرک وفعال ہے۔ انہیں مبلغ بھی نوجوان متحرک و فعال ملے ہیں، وہ ہیں مولانا ریاض احمد وٹو جو جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل اور قائد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کے شاگرد رشید ہیں۔ ان کی وقتاً فوقتاً تشریف آوری سے کارکنوں کا حوصلہ بلند ہوجاتا ہے اور کارکن نئے حوصلے اور ولولہ سے پھر متحرک ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ مقامی یونٹ کے ذمہ دار جناب ڈاکٹر خالد نے فون پر صورت احوال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم تین دن ردِ قادیانیت کورس کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بندہ نے انہیں بتلایا کہ ۱۲؍اپریل لاہور کانفرنس سے فارغ ہوکر آپ کو ۱۳، ۱۴، ۱۵؍اپریل تین دن دے سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ اپنے دوستوں سے مشاورت کے بعد آپ کو ایک آدھ دن میں اطلاع کرتا ہوں تو ڈاکٹر خالد کا فون آیا کہ ہم نے اشتہار شائع کردیے ہیں کہ کورس جامع مسجد حنفیہ (لال مسجد) میں منعقد ہوگا اور کورس کا دورانیہ مغرب سے عشا تک ہوگا۔ چنانچہ ہم لاہور کانفرنس سے فارغ ہوگئے تو سید والا جانے کا مشورہ ہونے لگا۔ مولانا ریاض احمد وٹو نے ننکانہ صاحب کے قاری رشید اقبال کو بتلایا تو انہوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ ظہر کی نماز ننکانہ صاحب آکر پڑھیں اور دوپہر کا کھانا میرے ہاں تناول فرمائیں تو سید والا پہنچانا میری ذمہ داری ہوگی، تو مولانا ریاض احمد وٹو کی معیت میں ننکانہ صاحب پہنچے۔ کھانا کھانے کے بعد قاری ارشد قاسمی، قاری محمد اقبال عاصم کی معیت میں ننکانہ صاحب سے سید والا پہنچے، چنانچہ سید والا کورس کی افتتاحی نشست قاری ابوبکر قاسمی کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ ہدیہ نعت ڈاکٹر خالد محمود شاہد نے پیش کیا۔ راقم نے اپنے لیکچر میں بتلایا کہ یوں تو مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان دسیوں مسائل میں اختلاف ہے، ان میں اہم ترین مسائل تین ہیں:

۱:... ختم نبوت اور اجرائے ختم نبوت: اس میں مسلمانوں اور قادیانیوں کا موقف مدلل ومبرہن کیا۔

۲:... رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام: اس سلسلہ میں بتلایا کہ ایک درجن سے زائد آیات کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ورفع کو بیان کیا گیا ہے۔ قادیانیوں کے پاس وفات عیسیٰ علیہ السلام کی ایک آیت، ایک حدیث چاہے وہ موضوع کیوں نہ ہو نہیں ہے، اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تادم تحریر ان کے پاس کسی متفقہ عالم دین کا قول ہے۔

۳:... تیسرا مسئلہ کذب وصدق مرزا قادیانی: اس میں مرزا قادیانی کے اخلاق وکردار کو مبرہن کیا۔

۱۴؍اپریل کو جامع مسجد فاروقیہ میں درس حدیث ہوا، بعد نماز عصر چک نمبر ۲۲ سید والا میں راقم الحروف کا بیان ہوا۔

مغرب سے عشاء تک کورس کی دوسری تقریب منعقد ہوئی تلاوت صاحبزادہ محمد علی نے کی اور نعت حافظ محمد قاسم نے پڑھی۔ ابتدائی گفتگو مولانا ریاض احمد وٹو نے کی، بعدہ بندہ نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان پر خطاب کیا اور متذکرہ اوصاف بیان کئے اور مرزا قادیانی سے تقابل کیا۔ اس نشست میں چند قادیانی بھی شریک ہوئے۔

۱۵؍اپریل مدرسہ فاروقیہ میں مولانا ریاض احمد وٹو اور راقم الحروف نے لال مسجد میں درس دیا۔ بعد نماز عصر چک نمبر ۱۰ میں بیانات ہوئے۔ آخر میں مجلس ذکر بھی منعقد ہوئی۔ راقم الحروف نے سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے مطابق ذکر جہری کرایا۔ بعد نماز مغرب تیسری نشست منعقد ہوئی جو عشاء کی نماز تک جاری رہی اور عشاء کی نماز تاخیر کے ساتھ ادا کی گئی۔ آخری نشست میں چند قادیانی شریک ہوئے راقم الحروف نے قادیانیوں کے پسندیدہ موضوع حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام پر ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ راقم الحروف نے قادیانی حضرات کو دعوت اسلام دی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ آپ کے دونوں لیکچر ہم نے سنے ہیں ہم آپ کے بتلائے ہوئے حوالہ جات کے مطابق ریسرچ کریں گے، ہوسکتا ہے کہ آپ سے مزید گفتگو بھی کرنا پڑے۔ بندہ نے کہا کہ آپ لوگ افہام وتفہیم کے لئے ایک مرتبہ نہیں دس مرتبہ بھی کہیں بندہ گفتگو اور تسلی وتشفی کرانے کے لئے حاضر ہے، کورس میں ایک سو سے زائد حضرات نے شرکت کی اور بعض پڑھے لکھے نوجوانوں نے نوٹس بھی تیار کئے۔ کورس کے اختتام پر حاضرین مجلس کی خورد ونوش سے تواضع کی گئی اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اللہ پاک کورس کو قادیانیوں کے لئے ہدایت کا باعث بنائیں۔ آمین۔ ☆☆

ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد

عبدالرشید غازی

فیصل آباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام الفتح گراونڈ سلیمی چوک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت نائب امیر پیر ناصر فاروق شاہ نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خیرالقرون کے دور سے اب تک امت مسلمہ مسلسل اس عقیدہ کی حفاظت کے لئے قربانیاں دیتی چلی آرہی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بارہ سو سے زائد صحابہ کرامؓ کی قربانی پیش کی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں صرف لاہور شہر میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرما کر صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ کردی اور آئندہ بھی قربانیوں سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

جامعہ امدادیہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد طیب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء دیوبند نے من حیث الجماعت قادیانیت کے مقابلہ میں عظیم الشان جدوجہد کی ہے۔ جیلیں، ہتھکڑیاں، بیڑیاں ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ امام العصر حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ اور ان کے رفقاء نے قادیانیت کے مقابلہ میں علمی کام کیا ہے وہ قیامت تک زندہ و تابندہ رہے گا۔

متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سربراہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے علماء دیوبند اور علماء اہلحدیث نے مل کر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ رہتی دنیا تک تحریک ختم نبوت کے ماتھے کا جھومر رہیں گے۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ جہاں آپ لوگوں کا پسینہ گرے گا۔ اہلحدیث اپنا خون پیش کریں گے۔

ہیڈ آف دی جماعت ربوہ مرزا مسرور احمد کے رضاعی بھتیجے جناب شمس الدین نے اپنے قبول اسلام کی داستان پیش کی اور وہ پینتیس سال قادیانی رہ کران کی تبلیغ کرتے رہے۔ اب قادیانی ان کا نام سن کر بدکتے ہیں اور انہیں ترغیب و ترہیب کے ذریعہ عقیدہ ختم نبوت کی ترجمانی سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی مولانا لال حسین اخترؒ کی طرح زندگی کے آخری سانس تک قادیانیت کا مقابلہ کرتا رہوں گا، اگرچہ مجھے اس کے لئے جان کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

بریلوی مکتب فکر کے مولانا مفتی عبدالشکور رضوی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ عالم اسلام کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور ختم نبوت نکتہ اتحاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں قادیانی عقائد و عزائم کو بے نقاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی کوئی سا روپ و بہروپ اختیار کرلے آئینی تعاقب جاری رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی کہتے تھے کہ ۱۹۷۴ء کی اسمبلی کی روداد شائع کردی جائے، آدھا ملک قادیانی ہوجائے گا۔ ہم نے اسمبلی کی روداد شائع کرکے ان کا چیلنج قبول کیا ہے۔ مسلمان قادیانی نہیں ہورہے بلکہ قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں۔

علماء لدھیانہ کے چشم و چراغ مولانا منیب الرحمن لدھیانوی نے اپنا تازہ کلام پیش کیا جبکہ مولانا حماد الرحمن لدھیانوی نے قراردادیں پیش کیں۔

مولانا مفتی ضیاء مدنی نے کانفرنس کے انعقاد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مبارکباد پیش کی۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا مفتی کفایت اللہ سابق ایم پی اے خیبر پختونخوا اسمبلی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جمعیت اپنے یوم تاسیس سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع کرتی رہی ہے، آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

کانفرنس کے مہمانان خصوصی حضرت پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت قاری محمد یاسین تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سید خبیب احمد شاہ نے سرانجام دیئے۔ مفتی فضل الرحمن ناصر، مخدوم زادہ سید محمد زکریا شاہ، مفتی محمد اعجاز، مولانا عبدالرزاق، مولانا سیف اللہ خالد چنیوٹ، مولانا محمد نواز، مولانا ساجد فاروقی، مولانا محمد نواز فیصل آبادی، مولانا غلام محمد نے خصوصی شرکت کی۔ مولانا محمد قاسم گجر اور حافظ منیر احمد کراچی نے اپنی ولولہ انگیز آواز سے مجمع کو گرمائے رکھا۔

☆☆..........☆☆

Regd: SS-160

زیر سرپرستی

لائبریری بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

نامور علماء ومناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
انشاءاللہ

33 واں سالانہ ختم نبوۃ کورس

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدث کوراں
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا

عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

عظیم خوشخبری

امسال ختم نبوت کے شرکاء کو ساتھ ہی مزید دو کورس بھی کرائے جائیں گے:

۱:... قرآن عربی کورس، ۲:... طریقہ درس قرآن وحدیث

یہ دونوں کورس پروجیکٹر کی مدد سے پڑھائے جائیں گے

گویا:

امسال ختم نبوت کے شرکاء قرآن مجید کی گرامر، ترجمہ اور قرآن وحدیث کا درس دینے کے لئے بھی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔

بتاریخ 2 شعبان ۱۴۳۵ھ تا 25 شعبان ۱۴۳۵ھ بمطابق 31 مئی 2014ء تا 23 جون 2014ء

✦ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✦ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✦ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670